اگست، ستمبر 2021ء

ماہنامہ

جہانِ رضا

لاہور

بیاد

مجدد دین و ملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ



مدیر اعلیٰ

محمد منیر رضا قادری

مرکزی مجلس رضا

MARKAZI MAJLIS-E-REZA

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ کے افکار کا حقیقی وتحقیقی ترجمان

ماہنامہ
جہانِ رضا
لاہور

شمارہ ۲۶۳/اگست، ستمبر ۲۰۲۱ء/محرم الحرام، صفر المظفر ۱۴۴۳ھ جلد ۳۰

بیاد
مجدد دین وملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

بانی مجلس رضا حکیم اہلسنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ماہنامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر
پروفیسر سید محمد سرفراز قادری رضوی

مدیر
محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ

فہرست

زرِ تعاون فی پرچہ -/30 روپے
سالانہ چندہ بذریعہ ڈاک -/500

خط وکتابت ترسیل زر اور ملنے کا پتا
مسلم کتابوی داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور
0321-4477511
042-37225605
Email:muslimkitabevi@gmail.com

درسِ ایثار کے آئینہ دار اسلامی ماہ وسال

نئے ہجری سال 1443ھ میں عزم ویقیں کے چراغ روشن کریں

مولانا غلام مصطفیٰ رضوی

اسلام عظیم دین ہے۔فطرت کے عین مطابق ہے۔آسمانی مذہب ہے۔سب سے بہتر، پسندیدہ اور چُنا ہوا دین ہے۔اسی کی تبلیغ انبیاے کرام علیہم السلام نے کی۔رسولانِ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے قوموں کو اسی کی طرف بلایا۔اسی دین کی تکمیل خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد آمد اور نزولِ قرآن سے ہوئی۔

تمام باطل قومیں دینِ اسلام سے خوف زدہ ہیں۔صلیبی جنگوں کی پشت پر بھی یہی پہلو نمایاں تھا کہ: اگر اسلام غالب آ گیا تو عیسائیت کا مستقبل کیا ہوگا؟ کیا دیگر مذاہب جو اپنی اصل شکل کھو چکے ہیں ان کا وجود باقی رہے گا؟ غلبۂ اسلام سے تمام باطل قوتیں یک جا ہو گئیں۔سب متحد ہو گئے۔اسلام کے خلاف صَف آرا ہو گئے۔سب نے صرف اسلام کے قصرِ رفیع کو ہدف بنایا۔ ہر طرح سے اسلام کے خلاف محاذ آرائی کی۔فکری اعتبار سے۔ تمدنی وتہذیبی لحاظ سے۔معاشرتی وتعلیمی رُخ سے۔لیکن تمام کوششیں ان معنوں میں شکست سے دو چار ہوئیں کہ اسلام اپنی اصل شکل میں باقی رہا اور اس کا حق ہونا مثلِ آفتاب پورے عالم پر واضح ہے۔

دین کی سچائی سے تمام باطل قوتیں خوف زدہ رہیں۔اور ان کی سازشیں روز بروز

بڑھتی رہیں۔ دین کی حفاظت کے لیے قربانیوں کی بزم آراستہ کی گئی۔ اس رُخ سے ہم دیکھتے ہیں تو ہمارے اسلامی سال کا آغاز بھی قربانیوں سے ہوتا ہے اور اختتام بھی قربانیوں پر۔ لیکن افسوس کہ ہم سے جذبۂ قربانی و ایثار رُخصت ہو گیا۔ ہمیں دیگر اہم پہلو تو یاد رہے؛ جذبۂ ایثار بھول گئے؛ ضروری چیزیں توجہ میں رہیں لیکن جدوجہد کا حکم و اَمر فراموش کر بیٹھے۔

ا ماہِ محرم الحرام پہلا اسلامی مہینہ ہے۔ نئے اسلامی سال 1443ھ کی آمد آمد ہے۔ جس کا آغاز ہی اسلامی شریعت کے تحفظ کے لیے میدانِ کربلا میں پروردۂ آغوشِ مصطفیٰ؛ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بے مثل قربانی سے ہوتا ہے۔ گویا یہ درسِ جمیل ہے کہ شریعت کا اصل چہرہ مسخ کرنے کی جہاں کوشش ہو وہاں ہر طرح کی قربانی دے کر شریعت کے تحفظ کو فائق رکھا جائے۔ یزیدیت نے شریعت پر کربلا میں حملہ کیا ہمیں کسی ایسے قانون سے اتفاق نہیں جو قانونِ اسلامی سے متصادم ہو۔ جو طبیعت کی اختراع ہو؛ ہم خدائی قوانین کے پابند ہیں؛ شریعت پر یقینِ کامل رکھتے ہیں ؎

عجمی خم ہے تو کیا مے تو حجازی ہے مِری
نغمہ ہندی ہے تو کیا لَے تو حجازی ہے مِری

۲۔ اسلامی سال کا اختتام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے راہِ خدا میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عظیم قربانی سے ہوتا ہے؛ جس کی یاد ہر سال تازہ کی جاتی ہے؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس قربانی کی یادگار کو باقی رکھ کر ہمیں دین کے لیے قربانیوں کی فکر عطا کی؛ کہ جب بھی دین پر وقت آئے ایثار کی مثالیں پیش کر دی جائیں۔

۳۔ اسی اختتامی ماہ ذی الحجہ میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع ہوئی۔ شہید کرنے والے وہی لوگ تھے جو بظاہر کلمہ گو تھے؛ لیکن نظامِ اسلام سے منحرف

تھے؛ وہ یہود ونصاریٰ کے ایجنٹ تھے؛ جنھوں نے عظیم صحابی خلیفۂ سوم حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے اسلام مخالف قوتوں کو فائدہ پہنچایا۔ جب کہ ایثارِ عثمانی نے یہ واضح کر دیا کہ دین کے نظام میں کسی بھی سمجھوتہ کی گنجائش نہیں۔ دین کی بہاریں لہوخیزی سے قائم رہیں گی۔

۴۔ وہ مردِ جلیل جس کی شجاعت نے قیصر وکسریٰ کو سرنگوں کر دیا۔ جس کے عدل وانصاف نے دُنیا کو ستم کی آندھیوں سے بچایا اور ایوانِ کفر میں زلزلہ برپا کیا۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ۔ جن کی رہ گزر سے شیطان بھی دور بھاگتا ہے۔ جن کی شوکت کا رعب آج بھی اہلِ کلیسا پر طاری ہے۔ جن کی شہنشاہیت کا دبدبہ پوری یہودی و عیسائی سوسائٹی پر ہے۔ جن کے کارہائے نمایاں نے اسلام کے قصرِ رفیع کو استحکام بخشا؛ ان کی شہادت بھی ماہ ذی الحجہ میں ہوئی۔ ایسے مردِ جلیل کے لہو کی بہاروں سے اسلام کا گلشن مہک رہا ہے۔

ان تمام واقعات میں ایک ہی درس ہے؛ اسلام کے لیے ایثار کے دیپ جلائے جائیں۔ قربانیوں کی بزم آراستہ کی جائے۔ جان وار دی جائے لیکن اسلام کے خلاف کسی بھی طرح کا سمجھوتہ نہ کیا جائے۔ باطل سے خوف زَدہ ہونا مومن کی شان نہیں۔ اور جذباتی فیصلوں سے بھی گریز کیا جائے؛ بلکہ اپنا آئیڈیل اپنے اسلاف کو بنایا جائے جن کی قربانیوں نے چمنِ اسلام کو شاداب رکھا؛ جن کے طرزِ حکمرانی نے قیصر وکسریٰ کو گھٹنوں بٹھایا۔ اپنے اندر جو کمیاں ہیں وہ اسلاف کی مبارک زندگیوں سے درس لے کر دور کی جائیں اور ایثار کے جذبۂ صالح کو تازہ کر کے قوم کے مضمحل جسم میں ایمان کی حرارت وتوانائی دوڑا دی جائی ے

اپنی ملت پہ قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

مدح سرائی حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا انوکھا انداز

امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''مَطْلَعُ الْقَمَرَیْنِ فی ابانة سبقة العمرین'' کے مقدمہ کے تبصرہ سابعہ میں رقمطراز ہیں۔

☆ وہ کون تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ مختلف پیڑوں سے ہیں اور میں اور وہ ایک درخت سے۔ ہاں وہ علی مرتضی ہے۔ مصطفیٰ کی شاخ اور آل مصطفیٰ کی جڑ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

☆ ہاں وہ کون تھا جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر پر بھیجا، جب وہ پیارا محبوب روانہ ہوا تو محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جوش مارا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھ بلند فرما کر دعا کی! ''اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا'' ''الٰہی مجھے دنیا سے نہ اٹھانا جب تک میں علی کو نہ دیکھ لوں۔ ہاں وہ علی ہے، محبوب خدا و مطلوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆ ہاں وہ کون ہے جس کی نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ نے ہر نبی کی ذریت اس کی صلب میں رکھی اور میری ذریت اس کی پشت میں۔ ہاں وہ علی ہے، ابوالائمہ الطاہرین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

☆ ہاں وہ کون ہے جسے بشارت ہوتی ہے کہ تو روز قیامت قسیمِ نار و جنان ہے ہاں وہ علی ہے، سید الابرار و قاتل الکفار رضی اللہ عنہ۔

☆ ہاں وہ کون ہے جسے اس معراج کے جانے والے عرش پر قدم رکھنے والے نے حکم دیا ''میرے کندھوں پر چڑھ کر سقف کعبہ سے بت گرادے'' اور جب وہ بلند اختر چڑھا (تو اس نے) اپنے کو ایسے مقام رفیع پر پایا کہ فرماتا ہے انه لیخیل الی انی

لوشئت لنلت افق السماء، مجھے خیال آتا تھا اگر چاہوں تو آسمان کا کنارا چھولوں۔ ہاں وہ علی ہے، بالامنزلت والامرتبت کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

☆ ہاں وہ کون ہے؟ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک میں ساتھ نہ لے گئے، عرض کیا حضور مجھے عورتوں بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں؟ ارشاد ہوا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھے بمنزلہ ہارون کے ہو، جیسے وہ موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے مگر میرے بعد (کوئی) نبی نہیں۔ ہاں وہ علی ہے، برادر احمد خلیفہ امجد رضی اللہ عنہ۔

☆ ہاں وہ کون ہے جو تمام مسلمانوں کا مولا بنا اور بتا کید اکید ارشاد ہوا: جس کا میں مولیٰ اس کا یہ مولیٰ، الٰہی دوست رکھنا اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اس سے دشمنی کرے۔ ہاں وہ علی ہے، امیر المومنین مولی المسلمین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

☆ ہاں وہ کون ہے کہ روز خیبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کل یہ نشان اسے دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح ہوگی، خدا ورسول اسے پیارے اور وہ خدا اور رسول کا پیارا۔ رات بھر لوگوں میں چرچا رہا کہ دیکھئے کسے عطا ہو، صبح حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس فتح نصیب کو بلا کر نشان عطا کیا۔ ہاں وہ علی ہے، حرز اسلام وشیر ضرغام رضی اللہ عنہ۔

☆ ہاں وہ کون ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد اقدس میں بحالت جنابت گزرنا اپنے لئے جائز کہا یا اس کے لئے۔ ہاں وہ علی ہے، طاہر اطہر طیب اعطر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

☆ ہاں وہ کون ہے کہ جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام میں مواخات کی، وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا روتا آیا کہ مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انت اخی فی الدنیا والآخرۃ

تو تو میرا بھائی ہے دنیا وآخرت میں۔

ہاں وہ علی ہے، آفتاب مکارم وماہتاب بنی ہاشم رضی اللہ عنہ۔

☆ ہاں وہ کون ہے جسے فصل قضا ورفع خصومات میں تمام صحابہ پر ترجیح بیّن ہے یہاں تک کہ فاروق جیسا خلیفہ بلند مرتبہ پناہ مانگے اس قضیۂ دشوار سے، جس میں وہ حاضر نہ ہو اور عمر بارہا کہے اگر وہ نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ ہاں وہ علی ہے، صاحب رائے

ثاقب وفکر صائب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

☆ ہاں آج کس شیر سرزہ نے غضبناک ہوکر سپر ہاتھ سے گری ہے تو خیبر جیسے قلعہ کا دروازہ اکھیڑ کر سپر بنایا ہے، جس کے زور بازو کا ملأ اعلیٰ میں شور پڑ گیا۔ ہاں وہ علی ہے، اسد حیدر ضیغم غضنفر رضی اللہ عنہ۔

☆ ہاں آج میدان احد میں کس صف شکن شمشیر زن شیر افگن نے تیغ شر بار کی وہ بجلیاں چمکائی ہیں کہ لشکر ظفر پیکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں منادی پکار رہا ہے لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی الکرار۔ ہاں وہ علی ہے، شیر خدا بازو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

☆ ہاں وہ کون ہے جسے روز قیامت ساقی کوثر بنائیں گے اور اس کے ہاتھ سے تشنگان امت کو سیراب فرمائیں گے۔ ہاں وہ علی ہے، ابر سخاوت بحر کرامت کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

☆ ہاں وہ کون ہے کہ معرکہ محشر کا بندوبست اس کے ہاتھ ہوگا جب تک وہ پروانہ اجازت نہ لکھ دے گزر نہ ملے گا۔ ہاں وہ علی ہے، ہادی کریم وصراط مستقیم رضی اللہ عنہ۔

☆ اے رضائے دل افگار ہماری تو جان زار اس ماہ روئے گلعذار، گل روئے ماہ رخسار کی ہر ادائے شیریں پر نثار جو فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جیسی دلہن کا دولہا بنا اور انت منی و انا منک کا سہرا باندھا۔ صدیق و فاروق (رضی اللہ عنہما) نے درخواست کی، صغرسن کے عذر سے قبول نہ ہوئی اور جب علی نے عرض کیا، مرحباً واھلاً جواب ملا:

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

ابن عباس i فرماتے ہیں:

کانت لعلی ثمانیۃ عشر منقبۃ ماکانت لاحد من ھذا الامۃ

یعنی علی کے لئے اٹھارہ منقبتیں (خصوصیات) ایسی ہیں کہ جو امت میں دوسرے کسی کے لئے نہیں۔

☆ علی (رضی اللہ عنہ) کے لئے تین خصلتیں ایسی ہیں کہ اس امت میں دوسرے کے لئے نہیں۔ امیر المومنین فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں:

کانت لقد اعطی علی ثلث خصال لان تکون فی خصلۃ منھا احب الی من

حمر النعم۔

علی رضی اللہ عنہ (کو) تین خصلتیں ایسی (عطا ہوئیں) کہ اگر میرے لئے (اُن) میں سے ایک (بھی) ہوتی تو وہ سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ مجھے پیاری ہوتی، یہ ایک مثل ہے عرب میں نہایت محبوب چیز کے لئے، فسئل و ماھی دریافت کیا گیا کہ وہ خصلتیں کیا ہیں؟

قال تزویجه ابنته فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی بیٹی انہیں دینا، وسکناہ فی المسجد لایحل لی فیه مایحل له

اوران کا مسجد میں رہنا کہ میرے لئے اس میں حلال نہیں جو انہیں حلال ہے والرأیة یوم خیبراور روز خیبر کا نشان (جھنڈا)۔

اے عزیز! صوفیاء کے دل سے پوچھ جو احسانات ان پر اس جناب آسمان قباب کے ہیں خدا تک وصول بے (بغیر) ان کا دامن پکڑے محال اور راہ سلوک میں قدم رکھنا بے ان کی عنایت اور اعانت کے خام خیالی۔ تکمیل وارشاد باطنی کا سہرا اسی نوشہ بزم عرفان کے سر ٹھہرا۔ غوث، قطب، ابدال، اوتاد اسی سرکار کے محتاج اور طالبان وصل الٰہی کو اسی بارگاہ کی جبین سائی معراج۔ سلامی جس کے در کا ہر ولی ہے، علی ہے، ہاں علی ہے، ہاں علی ہے۔

اللہ تبارک وتعالٰی کی نیابت عامہ وخلافت تامہ حضور سید المرسلین صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کو حاصل، عالم علوی وسفلی میں ان کا حکم جاری۔ فرمان روائے کن کو ان کی زبان کی پاسداری۔ تدبیر وتصرف کی باگیں ان کے ہاتھ میں دی گئیں اور کاروبار عالم کی کنجیاں ان کے قبضہ اقتدار میں رکھی گئیں۔ منشور خلافت مطلقہ وتفویض تام کا ان کے نام نامی پر پڑھا گیا اور سکۂ وخطبہ ان کا ملأ ادنیٰ سے عالم بالا تک جاری ہوا۔ دنیا و دین میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہ عرش اشتباہ سے ملتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشا فرماتے ہیں:

اعطیت مفاتیح الارض۔ مجھے زمین کی کنجیاں دی گئیں اور فرماتے ہیں اوتیت مفاتیح کل شئی مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں۔ علماء فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خزانہ راز ہیں اور انہی کے توسط سے عالم کے سب کام نفاذ پاتے ہیں۔ ان کے غیر سے نہ کوئی حکم نافذ ہو نہ ان کے سوا دوسرے سرکار سے کوئی نعمت خلق پر فائض ہو۔ جو چاہتے

ہیں وہی ہوتا ہے، عالم میں کوئی ان کے ارادہ ومشیت کا پھیرنے والا نہیں۔ امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری شریف مواہب الدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں:

فھو صلی اللہ علیه وآله وسلم وان تاخرت طینته فقد عرفت قیمته فھو خزانه السرو موضع نفوذ الامر فلاینفذ امر الامنه ولاینقل خیرالاعنه۔ (الی ان قال) اذا رام امرا لایکون خلافه ولیس لذاك الامر فی الكون صارف

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے یہ کارخطیر ومنصب جلیل حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو مرحمت ہوا۔ تمام اقطاب عالم اس جناب کے زیرحکم، سروروں پر سروری، افسروں پر افسری، جملہ احکام عزل ونصب وعطا ومنع وکن ومکن انہی کی سرکار والا اقتدار سے شرف امضا پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حاجت مندان عالم اپنے مطالب ومقاصد میں ان سے استمداد کرتے اور آستان فیض نشان پر سر ارادت دھرتے ہیں۔ یہاں تک کہ عرف مسلمانان میں مولیٰ مشکل کشا اس جناب کا نام ٹھہرا اور نادعلیا مظہر العجائب کا غلغلہ سمک سے سماک تک پہنچا''۔[1]

اعلیٰ حضرت نے اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر حاشیہ نمبر ا میں لکھا ہے:

''اصول میں مبرہن ہو چکا کہ عدد کے لئے مفہوم نہیں اور ایک عدد کا ذکر زیادت کا منافی یا زائد کا نافی نہیں، سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں فضلت علی الانبیاء بست میں انبیاء پر چھ باتوں پر تفضیل دیا گیا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجوہ تفضیل حد احصا سے خارج ہیں۔ ہم نے یہاں بہ تبعیت ابن عباس اٹھارہ خصائص پر اختصار کیا اور جو چھوڑ دیا اس سے بدرجہا زیادہ ہے جو قید تحریر میں آیا واللہ اعلم''۔

---

[1] مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین، قلمی نسخہ، ص ۲۷، ۲۹

رسول اللہ ﷺ کے پیارے شہزادے حضرت سیدنا موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ بڑی شان وشوکت کے مالک تھے

مولانا لقمان شاہد قادری رضوی

ایک دفعہ آپ کنویں سے پانی پینے لگے تو دستِ مبارک سے برتن کنویں میں گر گیا۔
آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا:
''جب مجھے پانی کی پیاس لگتی ہے تو میرا پالنے والا تُو ہوتا ہے، اور جب میں کھانے کا ارادہ کرتا ہوں تو تیری ذات ہی میری طاقت ہوتی ہے۔
اے میرے اللہ
اے میرے آقا جل جلالہ
اِس برتن کے علاوہ میرے پاس دوسرا برتن نہیں ہے، مجھے اِس سے محروم نہ فرما۔۔۔۔۔۔۔!
حضرت سیدنا شَقیق بلخی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:
اللہ کی قسم، میں نے دیکھا کہ کنویں کا پانی اوپر آ گیا اور آپ نے ہاتھ بڑھا کر اپنا برتن پکڑ لیا۔
پھر آپ نے وضو کر کے نماز ادا کی اور اُس برتن میں مٹی ڈالی اور ہلا کر پی گئے۔
جب میں نے طلب کیا
کہ جو پی رہیں مجھے بھی عنایت فرمائی......تو آپ نے میری طرف برتن بڑھا دیا۔
میں نے جب اس سے پیا تو وہ مٹی نہیں تھی، بلکہ شکر اور سَتُّو تھے۔ بخدا میں نے آج تک

ایسی لذیذ چیز نوش نہیں کی۔ وہ اتنی لذیذ اور برکت والی چیز تھی کہ
میں نے سیر ہو کر پی تو کئی روز تک مجھے کھانے کی طلب نہ ہوئی۔[1]

حضرت سَیِّدُ نا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی برکتیں آپ کی حیات ظاہری میں ہی نہیں تھیں، آج بھی جاری وساری ہیں۔

حضرت سَیِّدُ نا امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

حضرت سَیِّدُ نا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر بھی دکھوں کا تریاقِ مُجَرَّب ہے۔[2]

اللہ پاک مجھے اور آپ سب کو امام موسیٰ پاک رضی اللہ عنہ کے دربارِ پر انوار کی با ادب حاضری نصیب فرمائے۔

سوال: ہاتھوں پاؤں کی انگلیوں سے پٹاخے نکالنا کیسا ہے۔؟

الجواب بِعون الملك الوهاب

نماز کے دَوران تو مکروہِ تحریمی ہے۔

اور تَوابِعِ نَماز میں مَثَلاً نَماز کیلئے جاتے ہوئے، نَماز کا اِنتظار کرتے ہوئے بھی اُنگلیاں چٹخانا مکروہ ہے۔[3]

خارِجِ نَماز میں (یعنی تَوابِعِ نَماز میں بھی نہ ہو) بِغیر حاجت کے اُنگلیاں چٹخانا مکروہِ تنزیہی ہے۔

نماز کے علاوہ کسی حاجت کے سبب مَثَلاً اُنگلیوں کو آرام دینے کیلئے اُنگلیاں چٹخانا مُباح (یعنی بِلا کراہت جائز) ہے۔[4]

---

[1] ملخصاً: مثیر الغرام الساکن الی اشرف الاماکن، ت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، ص 402 / 403، ط دار الحدیث القاہرہ، س 1994ء

[2] حیاۃ الحیوان الکبریٰ، ت علامہ دمیری رحمہ اللہ تعالیٰ، جلد 1، ص 160، دار احیاء التراث العربی بیروت

[3] بہارِ شریعت حصّہ ۳، ص ۱۹۳ مکتبۃ المدینہ

[4] رَدُّ المُحتار جلد ۲، ص ۴۹۳ / ۴۹۴

عبادات اور مطالعہ میں دل نہیں لگتا

عبد المصطفیٰ رضوی

اللہ کریم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ۔[1]

اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

یہ آیت مبارکہ بہت ہی وسیع معنی کو شامل ہے۔

علماء کرام نے اس سے کئی معنی ومحامل اخذ کیے ہیں ان میں سے ایک معنی یہ ہے کہ:

کسی کا دل نا لگتا ہو، اخلاص کی دولت اسے حاصل نہ ہو مگر پھر بھی وہ بے دلی ہی سے سہی مگر اللہ کی راہ میں محنت وکوشش کرتا رہے۔ بے دلی کے باوجود عبادت کرتا رہے۔

نا چاہتے ہوئے اور اپنے پر زبردستی کر کے فرائض و واجبات سنتیں نوافل ادا کرتا رہے۔ دل نا لگنے کے باوجود علم وعبادت مطالعہ میں کوشش کرتا رہے، اور توبہ استغفار کرتا رہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور اخلاص اور عبادت وعلم میں دل لگنے کی دولت سے نوازے گا، ان شاء اللہ عزوجل۔[2]

شیطان کی چال میں مت آیئے کہ جس دن دل میں عبادت نیکی کی چاہت پیدا ہوگی اس دن سے عبادت کرونگا۔ اس جال میں مت پھنسیے۔ دل نا لگنے کے باوجود، اخلاص نا

---

[1] سورۃ العنکبوت، آیت: ۶۹

[2] تفسیر مظہری وغیرہ تفسیر سورۃ العنکبوت، آیت: ۶۹

ہونے کے باوجود محنت وکوشش میں لگے رہیے، نیکی، عبادت، مطالعے میں لگے رہیے۔ علمِ دین حاصل کرنے میں لگے رہیے۔ اللہ کریم ضرور اپنی راہ کی طرف ہدایت دے گا۔ اللہ کریم ضرور اسکا اجر وثواب دے گا۔ اللہ کریم ضرور اخلاص سے نوازے گا۔ اللہ کریم ضرور علم وعبادات، نیکی کی مٹھاس سے نوازے گا۔ اللہ کریم ضرور کامیابی عطا فرمائے گا، ان شاء اللہ عزوجل۔

یعنی برائی نہیں چھوٹتی یا دل نہیں لگتا یا دل نہیں کرتا۔ اس قسم کے آفات کی وجہ سے ہرگز ہرگز عبادات نیکیاں علم ذکر کو مت چھوڑو۔

یہ شیطان کا وسوسہ ہے کہ جب دل غفلت میں ہے تو ذکر، عبادات، نیکی کا کیا فائدہ۔؟ ایسے وسوسے کے وقت لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں۔

۱۔ کچھ باہمت لوگ ایسے وسوسے کے وقت کہتے ہیں کہ اے شیطان ملعون تمھارے وسوسے میں نہیں آؤنگا اب عبادات، نیکی، ذکر، تعلیم میں دل کو غافل نہیں کرونگا۔ ایسے لوگ شیطان کو زخمی کرکے اس کے زخموں پے نمک چھڑکتے ہیں۔

۲۔ کچھ لوگ اس وسوسے میں آجاتے ہیں اور ذکر عبادت مطالعہ نیکیاں چھوڑ دیتے ہیں یہ لوگ شیطان کے ساتھی ہیں ہلاکت میں ہیں۔

۳۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شیطان ہم تمھارے وسوسے میں پھنسنے والے نہیں، غفلت برائی نہیں جاتی تو کیا ہوا ظاہری عبادات مطالعہ نیکی کی تو ہمیں طاقت ہے، ہم اسے بجالاتے رہیں گے اللہ قبول کرنے والا ہے۔

۴۔ وہ ہمیں توفیق دے گا کہ کسی دن برائی، غفلت، دل نہ کرنا، دل نہ لگنا وغیرہ آفات سے نجات پائیں گے تب تک ظاہری عبادت ذکر نیکیاں تعلیم مطالعہ چھوڑنے والے ہم نہیں۔[1]

---

[1] احیاء علوم الدین، 4/ 49 ملخصاً

مسئلہ استعانت میں بدمذہبوں کا ایک دھوکہ

امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

سیدی امام اہل سنت فرماتے ہیں: مخالفین بیچارے کم علموں کو اکثر دھوکا دیتے ہیں۔ کہ یہ تو زندہ ہیں فلاں عقیدہ یا معاملہ ان سے شرک نہیں، وہ مردہ ہیں ان سے شرک ہے۔ یا یہ تو پاس بیٹھے ہیں ان سے شرک نہیں، وہ دور ہیں ان سے شرک ہے۔ وعلی ہذا القیاس طرح طرح کے بیہودہ وسواس، مگر یہ سخت جہالت بے مزہ ہے۔ جو شرک ہے وہ جس کے ساتھ کیا جائے شرک ہی ہوگا، اور ایک کے لئے شرک نہیں تو کسی کے لئے بھی شرک نہیں ہوسکتا، کیا اللہ کے شریک مردے نہیں زندے ہوسکتے ہیں؟ دور کے نہیں ہوسکتے پاس کے ہوسکتے ہیں، انبیاء نہیں ہوسکتے حکیم ہوسکتے ہیں، انسان نہیں ہوسکتے۔ فرشتے ہوسکتے ہیں؟

حاشا اللہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا، تو مثلاً جو بات ندا خواہ کوئی شے جس اعتقاد کے ساتھ کسی پاس بیٹھے ہوئے زندہ آدمی سے شرک نہیں وہ اسی اعتقاد سے کسی دور والے یا مردے بلکہ اینٹ پتھر سے بھی شرک نہیں ہوسکتی، اور جو ان میں سے کسی سے شرک ٹھہرے وہ قطعاً یقیناً تمام عالم سے شرک ہوگی، اس استعانت ہی کو دیکھئے کہ جس معنی پر خدا سے شرک ہے یعنی اسے قادر بالذات و مالک مستقل جان کر مدد مانگنا۔ بہ ایں معنی اگر دفع مرض میں طبیب یا دوا سے استمداد کرے یا حاجت فقر میں امیر یا بادشاہ کے پاس جائے یا انصاف کرانے کو کسی کچہری میں مقدمہ لڑائے، بلکہ کسی سے روزمرہ کے معمولی کاموں ہی میں مدد لے جو بالیقین تمام مخالفین روزانہ اپنی عورتوں، بچوں، نوکروں سے

کرتے کراتے رہتے ہیں، مثلاً یہ کہنا کہ فلاں چیز اٹھا دے یا کھانا پکا دے، یا پانی پلا دے سب شرک قطعی ہے کہ جب یہ جانا کہ اس کام کے کر دینے پر انھیں خود اپنی ذات سے بے عطائے الٰہی قدرت ہے تو صریح کفر اور شرک میں کیا شبہہ رہا، اور جس معنی پر ان سب سے استعانت شرک نہیں یعنی مظہر عون الٰہی و واسطہ وسیلہ وسبب سمجھنا اس معنی پر حضرات انبیاء واولیاء علیہم افضل الصلٰوۃ والثناء سے کیوں شرک ہونے لگی، مگر حکیم، امیر، جج، اولاد، نوکر، جورو، ان سب کو مظہر عون وسبب ووسیلہ جاننا جائز ہے۔ اوران حضرات عالیہ کو کہ وہ اعلیٰ مظہر واعظم سبب وافضل وسائل بلکہ منتہی الاسباب وغایۃ الوسائط ونہایۃ الوسائل ہیں، ایسا سمجھنا شرک ہو گیا؟ ہزار تف بریں بے عقلی ونا انصافی، غرض پانی وہیں مڑتا ہے کہ جو کچھ غصہ ہے۔ وہ حضرات محبوبان خدا کے بارے میں ہے۔ جورو، یار، بچے مددگار، نوکر، کارگزار مگر انبیاء، واولیاء کا نام آیا اور سر پر شرک کا بھوت سوار یہ کیا دین ہے۔ کیسا ایمان ہے!

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

مسلمین اس نکتے کو خوب محفوظ ملحوظ رکھیں، جہاں ان چالاکوں، عیاروں کو کوئی فرق کرتے دیکھیں کہ فلاں عمل یا فلاں اعتقاد فلاں کے ساتھ شرک ہے فلاں سے نہیں، یقین جان لیجئے کہ نرے جھوٹے ہیں، جب ایک جگہ شرک نہیں تو اس اعتقاد سے کسی جگہ شرک نہیں ہو سکتا۔

وَاللّٰہُ الْھَادِیْ اِلٰی طَرِیْقٍ سَوِیٍّ۔[1]

---

[1] فتاوی رضویہ جلد 21 صفحہ 327

توہین رسالت کی مذموم فضا

اور تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تقاضے

مولانا غلام مصطفیٰ رضوی

''کسی مذہب کے پیروکاروں کے اعتقادات مجروح کرنے کے عمل کو آزادیِ اظہار کا نام نہیں دیا جا سکتا۔'' یہ بیان کسی مسلم دانشور کا نہیں بلکہ ایک کرسچن پیشوا کا ہے؛ جو حالات کے تجزیے سے اُبھرا ہے۔ آزادیِ اظہار کا نعرہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی، توہین، گستاخی، اہانت، شرعی قوانین پر تنقید کے لیے مختص ہو کر رہ گیا ہے۔

آزادیِ اظہار کا سلوگن

آزادی انسان کا پیدائشی حق ہے۔ لیکن فطری تقاضا یہ ہے کہ آزادی قانون کی لگام سے مستحکم رہے۔ تخریب نہ بن جائے یا زندگی اجیرن نہ کر دے۔ اس لیے آزاد ملکوں میں امن و امان قانون کی بالادستی سے قائم ہوتا ہے۔ اظہارِ خیال کی چھوٹ اگر دی جانی چاہیے تو اس ضمن میں بھی قواعد کی رعایت بہر حال ضروری ہو گی۔ مثلاً سچ کہنا، سچ سُننا، سچ پر چلنا یہ فطری اُصول ہے۔ اگر اسی روش کو اپنا لیا جاتا تو دُنیا سیکڑوں اور ہزاروں مسائل سے بچ جاتی۔ فساد فی الارض پر روک لگتی۔ زمیں امن و امان سے بھر جاتی؛ لیکن عصبیت و حسد کی آگ نے آزادیِ اظہار کے دل کش نعرے کو جھوٹ کے پُلندے میں جکڑ دیا۔ جس کا نتیجہ بربادی و تباہی کی صورت میں ظاہر ہوا۔

توہین رسالت کی مہم:

صدیوں تک شکست سے دوچار ہونے کے بعد یہود و انگریز نے جب یہ دیکھا کہ؛

ہم اسلام کے سیلِ رواں کو روک نہیں پا رہے، نبوی عظمت کا شہرہ بلند سے بلند تر ہو رہا ہے، نبوی اخلاق کے اثرات وثمرات انسانیت کو دوام واستحکام عطا کر رہے ہیں، من کی دُنیا میں اسلام کی حسیں چاندنی پھیل رہی ہے، دل وجاں اسلامی نور میں نہا رہے ہیں، قافلہ در قافلہ، جوق در جوق اسلام کے دامن سے وابستگی بڑھ رہی ہے، علاقے کے علاقے کفر سے ٹوٹ کر اسلامی شوکت سے جُڑ رہے ہیں، ٹوٹے دل جُڑ رہے ہیں، غریب خوشی خوشی دامنِ اسلام میں آ رہے ہیں، تو انھوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ اب شرعی قوانین پر تنقید کی جائے۔ سیرتِ نبوی کو نشانہ بنایا جائے۔ شعائرِ اسلامی سے انحراف کو ہوا دی جائے۔ اس کے لیے جھوٹ/ اتہام کا سہارا لیا گیا۔ اگر سچ کا سہارا لیا جاتا تو سازشوں کا محل زمیں بوس ہو جاتا، اسلام کی ضیا بے نور وجود کو ایمان سے منور کر دیتی، بقول اعلیٰ حضرت ؎

ترے دین پاک کی وہ ضیا کہ چمک اُٹھی رہِ اصطفا جو نہ مانے آپ سقر گیا، کہیں نور ہے کہیں نار ہے

ایک جائزہ:

توہین رسالت کی سازش پُرانی ہے، اس میں تمام باطل قوتیں متحد ہیں، بعض ان کے آلۂ کار مؤحد بھی ایسے ہیں جن کے دامن عصمتِ انبیا میں جرأت سے آلودہ ہیں۔ اس بابت ایک تجزیہ نقل کرنے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ توہین اسلام وپیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بے ادبی کی بادِ سموم کس قدر وسیع کی گئی:

[ا] 15/اپریل 2005: ڈنمارک کی ملکہ مارگریٹ نے سرکاری طور پر شائع شدہ اپنی بائیوگرافی میں کہا کہ ”آیئے اسلام کے خلاف ہم اپنی مخالفت کا کھل کر اظہار کریں۔“
اسی دور میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کی منصوبہ بندی ہوئی۔

[۲] ڈینش مصنف کیری بلجن کی ایڈیٹر جیلنڈس پوسٹس فلیمنگ روز سے ملاقات، ایڈیٹر نے اسی ملعون مصنف کی کتاب کے لیے خاکے تیار کروائے۔ اور اگست 2005 میں ہی اس کے لیے اشتہار دیا گیا۔

[۳] 30/ستمبر 2005 جمعہ: ڈنمارک کے اخبار جیلنڈس پوسٹس میں پیغمبر اسلام

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تصویری خاکے، کے عنوان سے 12 / گستاخانہ خاکوں کی اشاعت۔[1] اس کے فوری بعد مسلمان مضطرب و بے چین ہوئے۔ کوپن ہیگ میں 27 مسلم تنظیموں کے قائدین نے یورپی کمیٹی برائے حرمتِ رسول قائم کی۔ معافی کا مطالبہ کیا گیا۔ توہین کی مذمت کی گئی۔ 14/ اکتوبر 2005 جمعہ کو، کوپن ہیگ میں پانچ ہزار افراد نے مظاہرہ کیا۔

لیکن تشویش ناک بات یہ رہی کہ مسلم کہلانے والے ملکوں کے صہیونیت پرست اخبارات نے ان کی گستاخانہ فکر کو آگے بڑھایا۔ جیسا کہ مصر کے اخبار الفجر میں خاکوں کی اشاعت ہوئی۔ پھر توہین کی فکر آگے بڑھتی گئی۔ پورا یورپ، امریکہ اس میں شامل ہوئے۔ کئی میگزین نے خاکے شائع کیے۔ آزادیِ اظہار کے پردے میں اس امرِ خبیث کو سہارا دینے کی کوشش کی گئی۔ اسے یورپ سے ایشیا پہنچایا گیا۔

خود ہندوستان میں کئی اخبارات نے اسی منفی فکر کی تائید کی۔ اسلام پر طنز و تشنیع کی۔ اسلامی اُصولوں کا مذاق اڑایا۔ اپنے دامن کے دھبوں کو نظر انداز کر کے اسلامی حسن میں نقص نکالنے کی جرأت کی۔

۱۔ عصمتِ انبیا کے عقیدے پر ضربِ کاری لگائی گئی۔ ۲۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسلمانوں کے رشتہ و تعلق و محبت کی پیمائش کی گئی۔ ۳۔ اسلام مخالف تمام قوتوں کو پیغمبر اسلام کی توہین کا راستہ دکھایا۔ ۴۔ مسلمانوں کے زوال کی راہیں متعین کی گئیں۔ ۵۔ مسلم قوت و شوکت کی پیمائش کی گئی۔ ۶۔ مسلمانوں کو بے وطن کرنے کی کوششیں ہوئیں۔

ہند میں گستاخیوں کا طوفان:

فرقہ پرست یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان خاموش رہیں۔ یہ توہین کریں۔ جو چاہیں بکیں۔ ہم منھ بند رکھیں۔ یہ اظہارِ رائے کی آزادی کے نام پر جانِ ایمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق بکواس کریں اور ہم بے غیرتی کی چادریں تانے رہیں۔ معاذ اللہ! دُشمن چاہتا ہے کہ توہین کا عام ماحول بنا دیا جائے۔ بے ادبی روز مرہ کا معمول بن جائے اور قوم بے غیرتی کی نیند میں مست ہو؛ تو پھر کیا بچے گا! لیکن! ایسا نہیں ہو سکے گا۔ متاعِ عشق کو گوارا نہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی ہوتی رہے اور عاشقِ رسول خاموش رہے۔ کبھی کبھی عقل گھٹنے ٹیک دیتی

---

[1] ماہ نامہ لانبی بعدی لاہور، تحفظ ناموس رسالت نمبر، ص 133

ہے، کورٹیں بے حسی کا مظاہرہ کرتی ہیں، طوفان جب سر چڑھ آتا ہے تو مشیت کسی غازی اور عاشق ممتاز قادری کو پیدا کرتی ہے اور محبتوں کا اسیر دیوانگی سے کام لیتا ہے۔ عقل تکتے رہ جاتی ہے اور عشق سرفرازی پا جاتا ہے۔

بریلی شریف میں جماعت رضائے مصطفیٰ کے توسط سے زبردست احتجاج کیا گیا؛ سروں کا سمندر جمع ہو گیا؛ مالیگاؤں میں بھی سڑکوں پر نکل کر ہم نے مظاہرہ کیا- افسوس کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ اقتدار خاموش ہے؛ بلکہ گستاخ کا پشت پناہ معلوم ہوتا ہے!! ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کے لیے عاشقانِ مصطفیٰ کی کوششیں ضرور بہتر نتائج کا موجب ہوں گی- اللہ تعالیٰ! اہلِ شرک کو ذلتوں کی وادیوں میں دفن فرمائے ؎

تازہ مِرے ضمیر میں معرکۂ کہن ہوا عشق تمام مصطفیٰ عقلِ تمام بولہب

ایسے حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس و احترام کی فضا ہموار کی جائے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے تعظیم و تکریمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس دیا۔ ہمیں چاہیے کہ تحفظِ ناموسِ رسالت کے لیے تصانیفِ اعلیٰ حضرت کی اِس زمانے میں کثیر تعداد میں اشاعت کریں۔ تاکہ نئی نسل میں محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذہن سازی ہو۔ احترام نبوی کے معاملات کو فروغ دیا جائے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور درود و سلام کی محافل کو رواج دیا جائے۔ مسلمانوں کو جہاں عقیدۂ توحید کا درس دیا جائے؛ وہیں شانِ مصطفوی کے ایمان افروز اسباق بھی یاد کرائے جائیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ عظمتیں بیان کی جائیں جو شان و رفعت سے تعلق رکھتی ہیں؛ محبوبِ رب العالمین کی عظمتوں کی باتیں کی، کہی اور سُنی جائیں۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کام کیے اور کرائے جائیں تا کہ ایمان و عقیدے کے گلشن میں تازگی پھیل جائے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں امام احمد رضا قادری نے جو کتابیں لکھیں، کتاب و سنت کے احکام بیان کیے نیز دیگر ایمان افروز کتابوں کو گھر گھر پھیلایا جائے، ان کا نعتیہ مجموعہ ''حدائق بخشش'' پڑھا، سنا اور عام کیا جائے اور ان کے اس پیغام کو گرہ میں باندھ لیا جائے تا کہ مغرب کے طلسم کی تہیں چاک ہوں اور ہند کے مشرکین کی سازشیں دَم توڑ جائیں ؎

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

مسلکِ اعلیٰ حضرت کیوں کہتے ہیں

مولانا محمد یوسف رضا قادری

سب سے پہلے آپ یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجیئے کہ مسلکِ اعلیٰ حضرت سے مراد معاذ اللہ کوئی نیا مسلک نہیں ہے۔ بلکہ جس مسلک پر آج مسلکِ اعلیٰ حضرت کا اطلاق ہو رہا ہے یہ وہی مسلک ہے جس پر صحابہ، تابعین، تبع تابعین، صالحین اور علماء امّت قائم تھے۔

دراصل اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ تقریباً ڈیڑھ صدی قبل ہندوستان کی سرزمین پر کئی نئے فرقوں نے جنم لیا اور ان فرقوں کے علمبرداروں نے اہلسنّت و جماعت کے عقائد و معمولات کو شرک و بدعت قرار دینے کی شرمناک روش اختیار کی۔ خصوصاً مولوی اسمٰعیل دہلوی نے وہابی مسلک کی اشاعت کے لئے جو کتاب تقویت الایمان کے نام سے مرتّب کی اس میں علم غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حاضر و ناظر، شفاعت، استعانت، نداء یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اختیارات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، وغیرہ تمام عقائد کو معاذ اللہ کفر و شرک قرار دے دیا۔ جب کہ یہ سارے عقائد روزِ اول سے قرآن و سنّت سے ثابت شدہ ہیں۔ اسی طرح میلاد، قیام، صلوۃ و سلام، ایصال ثواب، عرس یہ سب معمولات جو صدیوں سے اہلسنّت و جماعت میں رائج ہیں اور علماء امّت نے انہیں باعثِ ثواب قرار دیا ہے۔ لیکن نئے فرقوں کے علمبرداروں نے ان عقائد و معمولات کو شرک و بدعت قرار دیتے ہوئے اپنی ساری توانائی انہیں مٹانے پر صرف کیں۔ لیکن اسی زمانے میں علماء اہلسنّت نے اپنے

قلم سے ان عقائد و معمولات کا تحفظ فرمایا اور تحریر و تقریر اور مناظروں کے ذریعے ہر اعتراض کا دنداں شکن جواب دیا۔

عقائد کی اسی معرکہ آرائی کے دور میں بریلی کی سرزمین پر امام احمد رضا خاں قدّس سرّہ پیدا ہوئے۔ آپ ایک زبردست عالمِ دین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ علمی صلاحیتوں سے مالا مال فرمایا تھا اور آپ تقریباً پچپن (55) علوم میں مہارت رکھتے تھے خصوصاً علم فقہ میں آپ کے دور میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا۔ مولانا کی علمی صلاحیتوں کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے جو ان کے مخالف ہیں۔ بہر حال مولانا نے اپنے دور کے علماء اہلسنّت کو دیکھا کہ وہ باطل فرقوں کے اعتراضات کے جوابات دے کر عقائد اہلِ سنت کا دفاع کررہے ہیں۔ تو آپ نے بھی اس عظیم خدمت کے لئے قلم اٹھایا اور اہلسنّت کے عقائد کے ثبوت میں دلائل و براہین کا انبار لگادیا۔ ایک ایک عقیدہ کے ثبوت میں کئی کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ساتھ ہی ساتھ جو معمولات آپ کے زمانے میں رائج تھے ان میں سے جو قرآن وسنت کے مطابق تھے۔ آپ نے ان کی تائید فرمائی اور جو قرآن وسنت کے خلاف تھے آپ نے ان کی تردید فرمائی۔ اس طرح بے شمار موضوعات پر ایک ہزار (۱۰۰۰) سے زائد کتابوں کا عظیم ذخیرہ مسلمانوں کو عطا فرمایا۔ بہر حال آپ نے باطل فرقوں کے رد میں اور عقائد و معمولاتِ اہل سنت کی تائید میں جو عظیم خدمات انجام دیں اس بنیاد پر آپ علماء اہلسنّت کی صف میں سب سے نمایاں ہو گئے۔ اور عقائد اہلسنّت کی زبردست وکالت کرنے کے سبب سے یہ عقائد امام احمد رضا کی ذات کی طرف منسوب ہونے لگے۔ اور اب حال یہ ہے کہ آپ کی ذات اہلسنّت کا ایک عظیم نشان کی حیثیت سے تسلیم کرلی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی حجازی یا شامی دیمنی یا عراقی و مصری بھی مدینہ منوّرہ میں ''یارسول اللہ'' کہتا ہے تو نجدی اسے بریلوی ہی کہتے ہیں۔ حالانکہ اس کا کوئی تعلق بریلی شہر سے نہیں ہوتا۔ اس طرح اگر کوئی ''اسئلك الشفاعت یا رسول الله صلی الله علیه و سلم'' کہہ کر نبی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت طلب کرتا ہے تو وہ چاہے جزیرۃ العرب ہی کا رہنے والا کیوں نہ ہو، وہابی اسے بھی بریلوی ہی کہتے ہیں۔ جب کہ بریلوی اسے کہنا چاہئے جو شہر بریلی کا رہنے والا ہو۔لیکن اس کی وجہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ اسلاف کے وہ عقائد ہیں جس کی امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے دلائل کے ذریعے شدومد سے تائید فرمائی ہے۔اوران عقائد کے ثبوت میں سب سے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔جس کی وجہ سے یہ عقائد امام احمد رضا سے اس قدر منسوب ہو گئے ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی مسلمان اگران عقائد کا قائل ہوتو اسے مولانا کی طرف سے منسوب کرتے ہوئے بریلوی ہی کہا جاتا ہے۔

اب چونکہ ہندستان میں فرقوں کی ایک بھیڑ موجود ہے اس لئے اہل سنت و جماعت کی شناخت قائم کرنا ناگزیر ہو گیا ہے۔اس لئے کہ دیوبندی فرقہ بھی اپنے آپ کو اہل سنت ہی ظاہر کرتا ہے جب کہ دیوبندیوں کے عقائد وہی ہیں جو وہابیوں کے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ وہابی اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے۔اور دیوبندی تقلید تو کرتے ہیں لیکن وہابیوں کے عقائد کو حق مانتے ہیں اس لئے موجودہ دور میں اصل اہل سنت و جماعت کون ہیں یہ سمجھنا بہت دشوار ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء نے اہل سنت و جماعت کو دیگر فرقوں سے ممتاز کرنے کے لئے ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کا اطلاق مناسب سمجھا۔اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اب جو مسلک اعلیٰ حضرت کا ماننے والا سمجھا جائے گا اس کے بارے میں خود بخود یہ تصدیق ہو جائے گی کہ یہ علم غیب، حاضر و ناظر، استعانت، شفاعت، ندائے یارسول اللہ وغیرہ کا قائل ہے اور معمولات اہل سنت میلاد، قیام، صلوٰۃ وسلام وغیرہ کو بھی باعث ثواب سمجھتا ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں فقط اپنے آپ کو سنی کہنا کافی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو سنی کہے تو آپ اسے کیا سمجھیں گے یہ کون سا سنی ہے؟ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کرتے ہوئے وہابی عقائد کو حق ماننے والا۔۔۔ یا پھر ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''

کہنے والا۔

ظاہر ہے صرف سنی کہنے سے کوئی شخص پہچانا نہ جائے گا۔ مگر کوئی اپنے آپ کو بریلوی سنی کہے تو فوراً سمجھ میں آجائیگا کہ یہ حنفی بھی ہے اور سچا سنی بھی۔ یا پھر اپنے آپ کو کوئی مسلک اعلیٰ حضرت کا ماننے والا کہے تو بھی اس مسلمان کے عقائد ونظریات کی پوری نشاندہی ہوجاتی ہے۔

اہل ایمان کو ہر دور میں شناخت کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ دیکھئے مکہ کی وادیوں میں جب اسلام کی دعوت عام ہوئی تو اس وقت ہر صاحب ایمان کو مسلمان کہا جاتا تھا۔ اور جب بھی کوئی کہتا کہ میں مسلمان ہوں تو اس شخص کے بارے میں فوراً یہ سمجھ میں آجاتا کہ یہ اہل سنت وجماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کو تسلیم کرتے ہوئے آپ کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے۔ لیکن ایک صدی بھی نہ گذری تھی کہ اہل ایمان کو اپنی شناخت کے لئے ایک لفظ کے استعمال کی ضرورت محسوس ہوئی اور وہ لفظ ''سنی'' ہے۔ وجہ یہ تھی کہ ایک فرقہ پیدا ہوا جس نے معاذ اللہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر، حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم، حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم پر تبّرا (لعن طعن) کرنا شروع کردیا اور اس میں حد سے تجاوز کرگیا۔ لیکن وہ لوگ بھی اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے تھے اس لئے اس دور میں اہل سنت نے اپنے آپ کو سنی مسلمان کہا۔ صرف مسلمان اگر کوئی اپنے آپ کو کہتا تو اس کے بارے میں یہ سوال پیدا ہوتا کہ یہ کون سا مسلمان ہے؟ حضرت سیّدنا صدیق اکبر، حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم، حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو ماننے والا مسلمان ہے یا ان پر تبّرا (لعن طعن) کرنے والا؟ لیکن اگر کوئی اپنے آپ کو سنی مسلمان کہتا تو اس کے بارے میں یہ سمجھ میں آجاتا کہ یہ خلفاء ثلاثہ کو ماننے والا مسلمان ہے۔ اس طرح خلفاء پر لعن طعن کرنے والے رافضیوں کے مقابلہ میں اہل سنت کی ایک الگ شناخت قائم ہوگئی۔۔۔۔''سنی مسلمان''۔

اس سلسلے میں کچھ لوگ یہ کہتے کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی یہ چار مسلک تو پہلے سے موجود ہیں پھر یہ پانچواں مسلک ''مسلک اعلیٰحضرت'' کیوں کہا جاتا ہے۔تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مسلک اعلیٰحضرت یہ کوئی پانچواں مسلک نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہی ہے کہ یہ چاروں مسلک حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی حق ہیں اور کسی ایک کی تقلید واجب ہے۔ اور یہی امر اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی کتب سے ثابت ہے اس لئے اگر کوئی شافعی یا حنبلی بھی اپنے آپ کو مسلک اعلیٰ حضرت سے منسوب کرتا ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ فروعیات میں اپنے امام کی تقلید کے ساتھ ساتھ عقائد و معمولاتِ اہل سنت کا بھی قائل ہے۔

رہا یہ سوال کہ مخالفین اس سے یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ یہ ایک پانچواں مسلک ہے تو میں سارے وہابیوں، دیوبندیوں کو چیلینج (Challenge) کرتا ہوں کہ وہ ثابت کریں کہ امام احمد رضا نے کس عقیدہ کی تائید قرآن و سنت کی دلیل کے بغیر کی ہے۔ کسی بھی موضوع پر آپ ان کی کتاب اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ ہر عقیدہ کے ثبوت میں انہوں نے قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور پھر اپنے موقف کی تائید میں علماء امت کے اقوال پیش کیے ہیں۔حق کو سمجھنے کے لئے شرط یہ ہے کہ تعصب سے بالاتر ہو کر امام احمد رضا قدس سرہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔ مطالعہ کے دوران آپ واضح طور پر محسوس کریں گے کہ اعلیٰحضرت وہی کہہ رہے ہیں جو چودہ سو سالہ دور اسلامی کہ علماء و فقہاء کہتے رہے ہیں۔

اب بھی اگر کسی کو اطمنان نہ ہوا ہو اور وہ مسلک کے لفظ کو اعلیٰحضرت کی طرف منسوب کرنے پر معترض ہو اور یہی سمجھتا ہو کہ یہ ایک نیا مسلک ہے تو وہابی، دیوبندی سنبھل جائیں۔ اور میرے ایک سوال کا جواب دیں کہ مولوی محمد اکرام جو کہ دیوبندیوں کے معتمد مؤرخ ہیں۔ انہوں نے ''موجِ کوثر'' میں شاہ ولی اللہ محدّث کا تذکرہ کرتے ہوئے بار بار ''مسلکِ ولی اللہی'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ تو کیا چاروں مسلک سے علٰحیدہ یہ مسلکِ ولی اللہی کوئی پانچواں اور نیا مسلک ہے؟۔۔۔۔۔ جو آپ کا جواب ہو گا وہی ہمارا بھی۔

عقائد متعلّقۂ نبوت

صاحبزادہ مولانا حافظ محمد ارشاد رسول رضوی

مسلمان کے لیے جس طرح ذات وصفات کا جاننا ضروری ہے کہ کسی ضروری کا انکار یا مُحَال کا اِثبات اسے کافر نہ کر دے، اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نبی کے لیے کیا جائز ہے اور کیا واجب اور کیا مُحَال، کہ واجب کا انکار اور مُحَال کا اقرار مُوْجِبِ کُفر (کُفُر کا باعث) ہے اور بہت ممکن ہے کہ آدمی نادانی (لاعلمی) سے خلاف عقیدہ رکھے یا خلاف بات زبان سے نکالے اور ہلاک ہوجائے۔

سوال: نبی کسے کہتے ہیں-؟

الجواب بِعون الملك الوهاب

نبی اُس بشر (انسان) کو کہتے ہیں جسے اللّٰہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو۔

اور رسول بشر (انسان) ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ (فرشتوں) میں بھی رسول ہیں۔

(حضراتِ انبیاء علیہم الصّلوٰۃ وَ السَّلام میں سے جو رسول تھے ان کو رُسُلِ بشر (انسان کے رسول) کہا جاتا ہے اور رُسُلِ ملائکہ (فرشتوں کے رسول) وہ ہیں جو فرشتوں میں رسول ہیں جیسے حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزائیل عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام

''ظِلّی، بُرُوزی''

مرزا غلام قادیانی ملعون نے مجددیت، نبوت، مھدیت اور مسیحیت پر ڈاکہ ڈالنے کیلئے بے شمار ناجائز، من گھڑت اور خودساختہ الفاظ تراش ڈالے ہیں۔

آج یہاں پر مرزا ساختہ دولفظوں کی تحقیق کرتے ہیں۔

''ظِلّی، بُرُوزِی'' ''ظِلّ'' کا معنیٰ ''سایہ''

''بُرُوز'' ایک غیر عربی ہندی لفظ ہے جو زبردستی عربی کا لفظ بنا دیا گیا ہے اس کا ہندی معنی یہ ہے کہ کسی مرے ہوئے کی روح کا دوبارہ کسی جاندار میں واپس لوٹ کر آنا۔۔۔۔ بالفاظ دیگر۔ جنم ثانی۔ یا کسی مخفی (پوشیدہ) چیز کا ظاہر ہونا۔۔۔۔

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ ہر انسان جب مرتا ہے تو اس کی روح کسی بھی ذی روح (یعنی کسی بھی جاندار) میں دوبارہ لوٹ کر آتی ہے چاہے وہ انسان ہو یا کتا، بلی، گدھا سانپ وغیرہ۔۔۔۔ (یہ عقیدہ اور خیال رکھنا کہ مرنے کے بعد روح ایک بدن سے نکل کر کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے، خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی جانور کا اس عقیدے کو تَنَاسُخ اور آواگون کہتے ہیں اور یہ محض باطل عقیدہ ہے اور اُس کا ماننا کفر ہے۔)

چونکہ مرزا ہندوستانی پیشہ ور چور تھا اور خود سکھوں جیسا حلیہ بناتا تھا اسلئے اُس نے ہندوؤں کا یہ عقیدہ بھی چرا لیا کہ (نعوذ باللہ مِنْ ذالك) میں (مرزا غلام قادیانی ملعون) جنابِ محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظِلِ ''سایہ'' اور بُرُوز ''یعنی جنم ثانی ہوں''۔

حالانکہ اس جیسے من گھڑت عقیدہ کا اسلام سختی سے رد کرتا ہے کہ ایک انسان جب دنیا چھوڑ کر چلا جاتا ہے وہ کسی بھی شکل میں دنیا میں کبھی بھی دوبارہ لوٹ کر نہیں آسکتا۔ اس لفظ کا قرآن اور حدیث میں کہیں بھی استعمال نہیں اور عجیب بات تو یہ ہے کہ عربی لغت بھی اس مرزائی لفظ اور اس کے مرزائی معنی سے بیگانہ ہے۔

خلاصہ کلام

ظِل کا مطلب ہے سایہ اور ظلی کا مطلب ہوا سائے والا اگر مرزا قادیانی اپنے آپ کو ظلی نبی کہتا ہے تو اس کا مطلب ہوا کہ ''اصل نبی کا سایہ''۔

بروز کا مطلب ہے ظاہر اور بروزی کا مطلب ہوا ''اصل کو دوبارہ ظہور ہونا'' مراد یہ کہ چودہ سو سال قبل جو محمد مکہ میں پیدا ہوئے تھے وہ اپنے انتقال ظاہری کے بعد اب دوبارہ (مرزا قادیانی کی شکل میں) اسی کیفیت سے دنیا میں ظاہر ہو چکے ہیں۔

﴿معاذ اللہ ثُمَّ مَعَاذ اللہ﴾

قادیانی پاکستان میں کیا مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں

پاکستان کے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے کہا تھا کہ قادیانی پاکستان میں وہی حیثیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جو امریکہ میں یہودیوں کو حاصل ہے کہ ملک کی کوئی بھی پالیسی ان کی مرضی کے بغیر طے نہ ہو۔

امریکہ ایک عیسائی ملک ہے، مگر امریکہ کی تمام تر پالیسیاں یہودیوں کے زیر اثر بنتی ہیں بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہودی ہی امریکہ کا نظام چلا رہے ہیں۔

امریکہ اور یورپ میں یہودیوں کی مرضی چلتی ہے بلکہ مغرب کی پالیسیاں بھی ان کے کنٹرول میں ہیں۔

آج دنیا کا ہر باشعور شخص اس سے آگاہ ہے کہ امریکہ میں سیاست، معیشت اور میڈیا تینوں چیزوں پر یہودیوں کا کنٹرول ہے اور تھنک ٹینکس (جملہ شعبہ جات کے ماہرین اور اہلِ فکر) بھی انہیں کے زیر اثر ہیں، اس لیے امریکہ کی قومی اور بین الاقوامی پالیسیوں پر ان کی اجارہ داری ہے۔ حالانکہ امریکی آبادی میں یہودیوں کا تناسب بمشکل ایک فیصد ہوگا۔

ذوالفقار علی بھٹو نے اس حقیقت کو بجا طور پر سمجھا تھا اور اس کی نشاندہی کی کہ پاکستان میں یہی پوزیشن حاصل کرنے کے لیے قادیانیوں کی شروع سے کوشش جاری ہے اور آج بھی وہ عالمی اِستعمار کی پشت پناہی کے ساتھ اس کے لیے منظم طریقے سے کام کر رہے ہیں۔ اور افسوس کا مقام ہے آج قادیانی پاکستان میں وہی حیثیت حاصل کر چکے ہیں جس کی انھوں نے Planing (منصوبہ بندی) کی تھی پاکستان کی تمام بڑی انڈسٹریز (Industries) کے مالک قادیانی ہیں میڈیا ہاوسز (Media houses) ان

کے ہیں یا ان کے اتنے شیئرز (shares) ہیں کہ کوئی بھی پالیسی ان کی مرضی کے بغیر نہیں بن سکتی ہر بڑے Business (کاروبار) میں ان کی investment (سرمایہ کاری) ملک پاکستان کے ہر کلیدی و بُنیادی عہدے پر یا تو خود قادیانی قابض ہیں یا پھر کوئی قادیانی نواز براجمان ہیں۔

اس لیے تمام مسلمانوں سے یہ گزارش ہے کہ وہ اس معروضی صورتحال کا اچھی طرح ادراک کریں کہ قادیانیت کا مسئلہ مذہبی اور علمی ہونے کے ساتھ ساتھ سماجی اور سیاسی مسئلہ بھی ہے اور اس سے امت مسلمہ کی وحدت، پاکستان کی خودمختاری اور سالمیت کو مسلسل خطرات درپیش ہیں۔

بالخصوص آج کے اس عالمی تناظر میں بہت زیادہ چوکنا رہنے کی ضرورت ہے کہ قادیانیوں کو عالمی سیکولرز لابیوں کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے اور پاکستان کے اندر قادیانیوں کے ناپاک عزائم کو کامیاب بنانے کے لیے بین الاقوامی سطح پر منظم مہم چلائی جا رہی ہے۔

اس لیے عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانیوں کے بارے میں دستور پاکستان کے فیصلے کا مسلسل پہرہ دینے کی ضرورت ہے اور یہ صرف علمائے کرام کی نہیں بلکہ امت مسلمہ کے تمام طبقات کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

پیارے مسلمانو!

آگے بڑھیئے اور اس ذمہ داری کو پوری کرنے کی کوشش ہر وقت اداء کرتے رہیں زبان سے، قلم سے، سوشل میڈیا کے پلیٹ فارم سے عملی طور پر قادیانیت کے خلاف صف آراء رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختمِ نبوت اور ناموس کی حفاظت کرنے والا بنائے۔

آمین بِجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

مستفتی اعلیٰ حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی

(پرنسپل اورینٹیل کالج، لاہور)

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی کراچی

مشہور شیخ طریقت، امیرِ ملت حضرت مولانا سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ (1) 1332ھ/ 1914ء میں لاہور (2) کی جامع مسجد پوٹلیاں اندرون لوہاری گیٹ (3) میں قیام فرماتے، اتنے میں ایک ذی وجاہت مگر جسمانی طور پر دبلے پتلے عالم دین، سیاہ اچکن، سیاہ رامپوری ٹوپی اور موری دار پاجامہ زیب تن کئے تشریف لائے، امیر ملت فوراً کھڑے ہوگئے، ان سے معانقہ کیا (گلے ملے)، ہاتھوں اور پاؤں کا بوسہ لیا، انھوں نے امیر ملت سے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ امیر ملت نے جواب دیا کہ حضور! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، آپ نے جو کچھ عطا فرمایا ہے اسی کا فیض ہے۔ (4) آپ جانتے ہیں وہ عالم دین کون تھے؟ یہ اپنے وقت کے مشہور عالِم دین، استاذ العلما، جامع منقول ومعقول، مفتی اسلام، ادیبِ عربی حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ان کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے:

پیدائش:

مفتی محمد عبداللہ ٹونکی کے آباواجداد ہند کی ریاست بہار کے رہنے والے تھے، کافی عرصہ پہلے یہ ریاست ٹونک (راجستھان) (5) کے محلہ گھور کھپوریوں والا میں منتقل ہو گئے، مفتی صاحب یہیں شیخ صابر علی صاحب کے گھر 1266ھ/ 1850ء کو پیدا ہوئے۔ (6)

تعلیم وتربیت:

ابتدائی تعلیم علمائے ٹونک سے حاصل کی، حفظ قرآن کی سعادت بھی پائی، شاگردِ علامہ فضل حق خیرآبادی (7) حکیم سید دائم علی عظیم آبادی (8) سے بھی استفادہ کیا، (9) طویل عرصہ استاذ الاساتذہ، استاذ الہند علامہ محمد لطف اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ (10) کی خدمت میں علوم عقلیہ کی تحصیل کی، دورہ حدیث شریف افضل المحدثین فی زمانہ، محشی صحیح بخاری حضرت علامہ حافظ احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ (11) سے کیا، (12) انہیں کی نسبت سے آپ اپنے نام کے ساتھ احمدی بھی لکھا کرتے تھے چنانچہ عقد الدُّرَر فی جید نزھة النظر صفحہ 193 میں لکھتے ہیں:

وانا العبد الاثیم محمدن المدعو بعبداللہ الٹونکی توطنا، والاحمدی تلمذا، والحنفی مذھباً۔

فراغت کے بعد بھی تحصیل علوم کی پیاس باقی رہی اور لاہور آکر علامہ فیض الحسن سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ (13) کی شاگردگی اختیار کی اور ادبیات عربی کی تعلیم پائی، 1886ء میں گورنمنٹ اورینٹل کالج سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ (14)

بیعت وارادت:

مفتی صاحب اپنے عظیم المرتبت شاگرد امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور کارناموں سے متاثر تھے اور علم وفضل کے کوہِ گراں ہونے کے باوجود اپنے زندگی کے آخری حصے میں امیر ملت کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہو گئے۔ (15)

اعلیٰ حضرت سے استفادہ:

آپ نے امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے مختلف مسائل پر مشتمل استفتاء بھیجے، جن کے جوابات فتاویٰ رضویہ (16) کی چار جلدوں میں موجود ہیں،

(1) فتاویٰ رضویہ جلد 12 صفحہ 169 (2) فتاویٰ رضویہ جلد 18 صفحہ 359 (3) فتاویٰ رضویہ جلد 19 صفحہ 292 (4) فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 278 یوں مفتی صاحب بذریعہ خط و کتابت اعلیٰ حضرت سے مستفیض ہوئے۔

علمی مقام:

مفتی صاحب فقہ اسلامی، ادب عربی اور فلسفہ قدیمہ پر عبور رکھتے تھے۔ اسلامی قانون اور شرعی تنازعات میں آپ کا فیصلہ سند مانا جاتا تھا۔ شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم (17) نے آپ سے استفادہ کیا اور شاگردگی کا شرف پایا۔ (18) چنانچہ دانائے راز میں ہے: مفتی محمد عبداللہ ٹونکی عربی میں ان کے استاد، شعر و شاعری کی محفلوں میں ان کے ہم جلیس، ان کے بزرگ ہر اعتبار سے واجب الاحترام، مگر اس کے باوجود بے تکلف دوست بشرطیکہ لفظ دوستی میں تفاوت عمر کا لحاظ رکھ لیا جائے۔ (19) ڈاکٹر اقبال ان کے درس حماسہ میں باقاعدگی سے شرکت کرتے تھے۔ (20) ڈاکٹر اقبال مفتی صاحب کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ اس ناتواں جسم میں علم و فضل کا اتنا ذخیرہ ہے کہ کُوزے میں دریا بند ہونے کی مثل اِن پر صادق آتی ہے۔ (21) آپ عربی میں اشعار بھی لکھا کرتے تھے۔ (22)

اخلاق و عادات:

مفتی صاحب عالم باعمل، متقی و پرہیزگار اور حسن اخلاق کے پیکر تھے، مخالفین بھی آپ کے پاس آ کر آپ کے گرویدہ ہو کر لوٹتے۔ طلبہ آپ سے علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ تصوف کے اسرار و رموز بھی حاصل کرتے تھے۔ وہ بہت کم بولتے تھے مگر جب بولتے تو ان کا ایک ایک لفظ مستند ہوتا، مفتی صاحب ہر شام بازارِ حکیماں میں حکیم شہباز دین کی علمی و ادبی بیٹھک میں بیٹھا کرتے تھے، اس مجلس میں موجود لوگوں کو قرآنی احکام کی حکمتوں سے آگاہ کیا کرتے، آپ پان کا استعمال کرتے اور گفتگو کرتے وقت اپنے منہ پر رمال رکھ لیا

کرتے تھے۔(23)

تدریسی خدمات:

☆ آپ نے تدریس کا آغاز دہلی میں قائم مدرسہ مولانا عبدالرب دہلوی (24) سے کیا ایک عرصہ وہاں پڑھاتے رہے (25) ☆ یکم مئی 1883ء میں لاہور کے مشہور علمی ادارے گورنمنٹ اورینٹل کالج (26) کے عربی مدرس مقرر ہوئے۔☆ 1887ء میں علامہ فیض الحسن صاحب کے انتقال فرمانے کے بعد صدر مدرس بنادیئے گئے۔☆ کچھ عرصہ بعد شعبہ عربی کے سپرنٹنڈنٹ ہوگئے۔☆ 1897ء میں آپ کو اورینٹل کالج کا قائم مقام پرنسپل بھی بنایا گیا۔☆ 1903ء میں آپ کو شمس العلما کا خطاب دیا گیا۔☆ 1917ء میں آپ ریٹائرڈ ہوئے۔یوں ان 34 سال کے دوران آپ اورینٹل کالج میں نہایت جانفشانی کے ساتھ ادب عربی اور علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف رہے۔ (27) سینکڑوں طلبہ نے آپ سے استفادہ کیا۔☆ کالج سے فراغت کے بعد لاہور (جسے آپ اپنا وطن ثانی فرمایا کرتے تھے،) کو داغِ مفارقت دے کر لکھنو اور پھر مدرسہ عالیہ کالکتہ (28) میں تشریف لے گئے، وہاں چند سال صدر مدرس کے طور پر علوم اسلامیہ کی تدریس فرماتے رہے۔آپ تدریس عربی کے اعلیٰ پائے کے مدرس، ناظم و ناشر اور عربی درسگاہوں کی قدیم تعلیم کے ماہر تھے۔(29)

علمائے لاہور میں شمار کرنے کی وجہ:

مفتی صاحب اگرچہ لاہور کے باشندے نہیں تھے اور نہ ہی یہاں انتقال فرمایا مگر چونکہ آپ نے لاہور میں ایک متحرک و مؤثر عالم دین کی حیثیت سے تقریبا 34 سال گزارے، اس لیے آپ کو لاہور کے علما میں شمار کیا جاتا ہے۔آپ کی رہائش محلہ بازار حکیماں بھاٹی گیٹ (30) میں تھی۔(31)

انجمن نعمانیہ لاہور میں خدمات:

1857ء کی تحریک آزادی کے بعد برعظیم میں اسلامی علوم کی حوصلہ شکنی اور بیخ کنی کا سلسلہ جاری تھا ، جمادی الاخریٰ 1305ھ/ مارچ 1887ء میں کچھ دردمند علماء اورزعمائے اہل سنت لاہور نے تحفظ عقائد اہل سنت ،علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت ،عوام اہل سنت کی دینی تربیت ، اور باہمی اتحاد واتفاق کے لیے انجمن خادم علوم اسلامیہ المعروف انجمن نعمانیہ لاہور (32) کوقائم فرمایا، اس کے تحت 5صفر 1305ھ/ 23، اکتوبر 1887ء کومدرسہ علوم اسلامیہ المعروف دارالعلوم نعمانیہ (33) شروع کیا گیا جس نے سالہاسال خدمت دین سرانجام دیں ، 1908ء میں یتیم خانہ ، 1906ء کو دارالاقامہ اور 1913ء میں شعبہ اشاعت کتب حنفیہ اورلائبریری کا آغاز ہوا۔ (34) ☆حضرت مفتی عبداللہ ٹونکی صاحب انجمن نعمانیہ کے بانی اراکین میں شامل تھے۔ (35) آپ اگرچہ گورنمنٹ اورینٹل کالج میں عربی کے پروفیسرومدرس تھے مگرانجمن کو پوراپوراوقت دیتے تھے، ☆ آپ مجلس انتظامیہ کے رکن اورشعبۂ تعلیم کے ناظم بھی تھے ☆ ابتدائی سالوں کے ناظم امتحانات بھی رہے۔ شروع کے چارسالوں (1893 تا 1896ء) کے نتائج انجمن کے سالانہ رسالوں میں شائع ہوئے ہیں جس پرآپ کے دستخط بھی موجود ہیں، ☆ آپ نے انجمن کے صدرثانی کی حیثیت سے بھرپورخدمت انجام دی۔ ☆ انجمن کے سالانہ جلسوں میں مقامی اور دوردراز سے آئے ہوئے علماء کی تقاریر ہوا کرتی تھیں آپ بھی ان جلسوں میں خطاب فرمایا کرتے تھے آپ کی ایک تحریری تقریر انجمن کے سالانہ رسالہ 1314ھ/ 1897ء میں شائع بھی ہوئی ہے،تقریر سے قبل آپ کوان القاب سے نوازا گیا،'' عالم لوذعی و فاضل المصی مولوی حافظ مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی عربی پروفیسر یونیورسٹی آف پنجاب ودبیر مجلس انجمن مستشارُ العلماء لاہور،تقریر کا عنوان ہے:'' مذہب کسے کہتے ہیں اوروہ کیا چیز ہے؟'' یہ تقریر 18 صفحات (9 تا 26) پر مشتمل ہے۔ (36) ☆ ربیع الاول 1329ھ/ مارچ 1911ء کو اسلامیہ کالج لاہور کے وسیع وعریض

گراؤنڈ میں انجمن نعمانیہ کے تحت عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلسہ ہوا جس میں مفتی عبداللہ ٹونکی، علامہ غلام دستگیر قصوری (37) امیر ملت اور ڈاکٹر اقبال نے تقاریر کیں۔(38)

☆ آپ انجمن کے سالانہ جلسوں میں شرکت فرماتے اور تقریر فرما کر عوام اہلسنت کے علم وعمل میں اضافے کی کوشش فرماتے، چنانچہ رجب 1314ھ/ جنوری 1897ء کو انجمن کے موچی دروازے میں ہونے والے سالانہ جلسے میں مفتی صاحب نے تقریر کی۔(39)

انجمن حمایت اسلام میں خدمات:

مسلمانوں میں دنیوی تعلیم عام کرنے، غریبوں اور یتیموں کی کفالت کرنے کے لیے خلیفہ حمید الدین احمد قاضی لاہور (40) نے اپنے رفقا کے ساتھ مل کر 3 ذوالحجہ 1301ھ / 24 ستمبر 1884ء مسجد بوکن خان موچی گیٹ لاہور (41) میں انجمن حمایت اسلام کا آغاز کیا، (42) اس انجمن نے اسکول وکالج کھولنے اور طلبہ کو جدید علوم سے روشناس کرنے میں اہم کردار ادا کیا، (43) مفتی صاحب اس کے صدر اور عرصہ دراز تک اس کی کئی کمیٹیوں کے چیئرمین رہے، اورینٹل کالج کی تدریس کے بعد اس کے جلسوں میں شرکت کرتے اور اپنے وعظ سے لوگوں کو اسلام کی سنہری تعلیمات سے آگاہ کرتے تھے، (44)

انجمن نعمانیہ اور انجمن حمایت اسلام کو یکجا کرنے کی کوشش:

☆ ان دونوں انجمنوں کا مقصد چونکہ مسلمانوں میں تعلیم کو عام کرنا تھا، انجمن نعمانیہ دینی اور انجمن حمایت اسلام دنیوی تعلیم عام کر رہی تھی، دردمند مسلمانوں نے سوچا کہ ان دونوں کو یکجا کر کے ایک ایسا عظیم تعلیمی ادارہ قائم کیا جائے جو دینی اور دنیوی علوم کا سرچشمہ ہو، (45) چنانچہ 6 ربیع الاول 1315ھ / 5 اگست 1897ء کو بادشاہی مسجد لاہور (46) میں دونوں کے اراکین کا اجلاس ہوا، اس اجلاس میں مفتی عبداللہ ٹونکی صاحب انجمن حمایت اسلام کی جانب سے شریک ہوئے تھے، اسی اجلاس میں دونوں انجمنوں کے زعما نے ایک دوسرے کا مؤقف سنا اور مزید اجلاس کا طے کیا، دیگر اجلاس کے بعد بھی دونوں انجمنوں کے

یکجا ہونے پر اتفاق نہ ہوسکا، البتہ انجمن حمایت اسلام نے انجمن نعمانیہ کے علمی تعاون سے اپنے تحت علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت کے لیے ایک ادارہ بنانے کا طے کیا تاکہ ان کے ہاں جس کام کی کمی ہے وہ پوری ہوسکے، اسی کے بعد مدرسہ حمیدیہ کا آغاز کیا گیا۔(47)

مدرسہ حمیدیہ میں تدریس:

☆ انجمن حمایت اسلام کے تحت 20 جمادی الاولیٰ 1315ھ/ 17، اکتوبر 1897ء کو بنام مدرسہ حمیدیہ دارالعلوم کا آغاز ہوا۔ مولانا مفتی عبداللہ ٹونکی صاحب انجمن نعمانیہ کے ساتھ ساتھ مدرسہ حمیدیہ سے بھی وابستہ تھے، آپ کے ساتھ انجمن نعمانیہ کے کئی علماء مثلاً مولانا غلام اللہ قصوری (48) مولانا محمد ذاکر بگوی (49) اور مولانا پروفیسر اصغر علی روحی (50) وغیرہ نے اس مدرسے میں بھی پڑھانے کا سلسلہ رکھا، یہ مدرسہ 1328ھ/1910ء تک قائم رہا۔(51)

انجمن مستشار العلماء کا آغاز:

مفتی عبداللہ ٹونکی صاحب نے مسلمانوں کی شرعی رہنمائی کے لیے 5 ربیع الاخر 1304ھ/ یکم جنوری 1887ء میں انجمن مستشار العلما لاہور کی بنا درکھی اور اس کے ناظم عمومی مقرر ہوئے، اس کا مقصد جدید مسائل پر جید علماء سے آرا لے کر ان پر غور کرنا اور ایک متفقہ مؤقف قوم کو پیش کرنا تھا، (52) دیگر مفتیان کرام کے علاوہ دارالعلوم نعمانیہ کے فارغ التحصیل مفتی نور حسن ولد فیض بخش کھوکھر صاحب بحیثیت مفتی مقرر ہوئے، (53) اس انجمن کی لائبریری کے لیے امیر ملت سید جماعت علی شاہ (سرپرست انجمن مستشارُ العلماء)، حضرت مولانا مفتی غلام محمد بگوی (صدر انجمن مستشارُ العلماء) (54) اور دیگر افراد پر مشتمل ایک وفد امرتسر گیا، وہاں کے عوام وخوص کو اس کے مقاصد سے آگاہ کیا، اس موقعہ پر انجمن اسلامیہ امرتسر کے شیخ صادق مرحوم نے کتب کے لیے پچاس روپے دیئے۔ (55) مفتی محمد عبداللہ ٹونکی صاحب نے اس انجمن کی شاندار لائبریری قائم کی جو بادشاہی مسجد میں تھی، (56) مگر انجمن مستشار العلما اپنے مقاصد کو درست انداز میں نہ نبھا سکی

اورمرورزمانہ کے ساتھ ساتھ اس مجلس پر کچھ ناپسندیدہ لوگ قابض ہوگئے جیسا کہ حضرت مولانا پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب (57) تحریر فرماتے ہیں: ''انجمن نعمانیہ لاہور نے اس انجمن کی ناقص کارکردگی اورعقیدے میں ناپختگی کی وجہ سے یکم جولائی (1901ءمطابق 14 ربیع الاول 1319ھ) کو (اس سے) علیحدگی اختیار کرنے کا اعلان کیا۔(58)

انجمن خدام الصوفیہ کے اجلاسات میں شرکت:

امیر ملت محدث علی پوری نے 1319ھ/ 1901ء میں ایک دینی اوررفاحی تحریک ''انجمن خدام الصوفیہ (59) قائم فرمائی جس کے تحت کئی دینی مدارس، مساجد اوررفاحی ادارے بنائے گئے، مفتی عبداللہ ٹونکی صاحب اس انجمن کے جلسوں میں تشریف لاتے کسی نہ کسی نشست میں صدارت فرماتے اوردعائے خیر سے نوازا کرتے تھے۔(60)

ردقادیانیت:

جب امیر ملت نے فتنۂ قادیانیت (61) کی سرکوبی کے لیے جدوجہد شروع فرمائی ،تو علامہ عبداللہ ٹونکی صاحب نے ان کا بھرپورساتھ دیا۔☆ 20 ربیع الاخر 1326ھ/ 22 مئی 1908ء امیر ملت نے شاہی مسجد میں خطبہ جمعہ دیااورعوام اہلسنت کے سامنے ختم نبوت کے موضوع پرگفتگوفرمائی ،فتنہ قادیانیت کے بارے میں لوگوں کوآگاہ کیا ،اس میں مفتی عبداللہ ٹونکی صاحب بھی تشریف فرماتھے،انھوں نے اس خطبے کی تائیدوحمایت فرمائی ،☆اسی زمانے میں امیر ملت نے لاہورشہرمیں مسئلہ ختم نبوت پرجلسوں کاسلسلہ شروع کیاجوتقریباًایک ماہ تک جاری رہا،مفتی صاحب ان جلسوں میں شریک ہوتے اورخصوصی دعاؤں سے نوازتے۔(62)

ردبدمذہبیت:

آپ کی حیات میں نت نئے فتنے اٹھے،آپ نے علمائے اہل سنت کے ساتھ مل کر

ان کا رد فرمایا جس کی کچھ تفصیل بیان کی جاتی ہے:

(1) 1302ھ میں عقائد و معمولات اہل سنت خصوصا میلاد و فاتحہ وغیرہ کے بارے میں ایک فتنہ اٹھا جس کا رد حضرت مولانا علامہ محمد عبدالسمیع رامپوری (63) رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مبسوط کتاب ''انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ'' لکھ کر فرمایا، (64) یہ کتاب بلا شبہ جہاں تفریق بین المسلمین کی تاریخ اور اس کے اسباب و عوامل پر بھرپور روشنی ڈالتی ہے وہیں علم غیب، مسئلہ حاضر و ناظر اور دوسرے اہم علمی و فقہی مسائل و مباحث کی گرہیں بھی کھولتی ہے، اس کتاب کی تائید عرب و عجم کے کثیر جید علماء کرام نے کی، مگر جن کی قسمت میں ہدایت نہیں تھی انہوں نے اس کے جواب میں کفریہ کلمات پر مشتمل کتاب "براہین قاطعہ'' لکھ ڈالی۔

براہین قاطعہ جس کے نام سے شائع ہوئی تھی، وہ شخص اپنے رفقا کے ساتھ حضرت مفتی عبداللہ ٹونکی صاحب کے پاس آیا جس کا ذکر آپ نے اپنے دو مکتوبات میں فرمایا ہے اس کا خلاصہ علامہ غلام دستگیر محدث قصوری صاحب ان الفاظ کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں: مولوی خلیل احمد مع اپنے حواریوں کے میرے پاس آئے اور مسئلہ امکان و کذب باری تعالیٰ کا حکم پوچھا، میں نے جواب دیا کہ اس کا قائل میرے نزدیک اہل سنت سے خارج ہے کیونکہ علماء عقائد نے کذب باری تعالیٰ کو ممتنع لکھا ہے۔ اُنہوں نے شرح مواقف مقصد فروع معتزلہ علی اصولہم سے عبارت پیش کی، میں نے اس کا یہ جواب دیا کہ اس کا جواب مسلم الثبوت اور اس کی شرح میں ہے کہ صحیح امتناع ذاتی ہے الخ (65)

(2) مذکور خلیل احمد کا برادرانہ تعلق حضرت علامہ مفتی غلام دستگیر محدث قصوری صاحب کے ساتھ تھا، انہوں نے اس کو سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا بلکہ آپ سے مناظرہ کرنے پر اتر آیا، تاریخ میں یہ ''مناظرۂ بہاولپور'' کے نام سے مشہور ہے جو کہ شوال 1306ھ/مئی 1889ء کو ہوا، اس مناظرے میں اُس شخص کو ذلت آمیز شکست ہوئی اور اسے ریاست بہاولپور سے شہر بدر یعنی نکال دیا گیا۔ (66) اس مناظرے میں مفتی غلام دستگیر صاحب کو

مفتی عبداللہ ٹونکی صاحب کی نہ صرف علمی حمایت حاصل تھی بلکہ آپ فرماتے ہیں:
میری (عبداللہ ٹونکی کی) خوشی تھی کہ اس مناظرہ میں بھی شامل ہوتا مگر عدمِ فرصت سے نہ ہوسکا اور مجھے غالب امید ہے کہ اِمکانِ کذب کے قائل مغلوب ہوں گے اور خدا کو پاک کہنے والے منصور (کامیاب) ہوں گے۔(67)

(3) استاذ العلما حضرت علامہ حافظ احمد حسن کانپوری (68) نے "ابطالِ امکانِ کذب'' کے موضوع پر ایک رسالہ ''تنزیہ الرحمن عن شائبہ الکذب والنقصان'' تحریر فرمایا ،مفتی عبداللہ ٹونکی صاحب نے اس پر تقریظ لکھی جو آپ کی حمیتِ مذہب کا پتا دیتا ہے،آپ کی یہ تقریظ عربی میں ہے،اس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

تمہارا رب،عزت والا رب ان باتوں سے پاک ہے جو باتیں یہ لوگ بنا رہے ہیں۔پیغمبروں پر سلام ہو۔سب خوبیاں اللہ پاک کی ہیں جو سارے جہان کا ربّ ہے۔حمد وصلوۃ کے بعد! یہ خوشنما و باکمال رسالہ اور نفیس و عالی مقالہ ہے جس میں واضح کیا گیا ہے کہ جھوٹ اور غلط بیانی ممکن ہونے سے ربِّ کریم کی ذات پاک ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ خامی وعیب کے امکان سے ذاتِ خداوندی منزّہ ہے، یہ رسالہ اپنے شان دار و خوش گوار فیضانات سے نگاہ والوں کو جھما دے گا اور اپنے کامل وظاہر سیلاب سے' بہکی بہکی باتیں کرنے والوں کے پاؤں اکھاڑ دے گا، اس سے عقل و برکت والوں کے سینے کشادہ ہوں گے اور جاہل کمینوں کے دلوں میں گھٹن ہوگی ، دانش مندی وحقانیت والوں کے دل خوشی سے جھوم اٹھیں گے اور فتنہ وفساد والوں کی آنکھوں میں آشوب اتر آئے گا۔اس رسالے کی باتیں غالب برہانوں سے آراستہ ہیں اور اس کے مضامین منہ زور دلیلوں سے سجے ہیں، اس رسالے کی دلیلوں کے نوکیلے نیزے' راہِ حق سے ہٹ کر چلنے والے گمراہوں کے نظریات کے جگر پھاڑ دیں گے،اس سالے کے ثبوتوں کی آزمودہ پتلی تلواریں' ہٹ دھرمی کے راستے میں دلچسپی رکھنے والوں کے باطل مذہبوں کے کاندھے چیر دیں گی، اس کے صاف ستھرے بیان کے ہتھوڑے' کذبِ باری تعالیٰ کا امکان وجواز ماننے والوں کی خیالی

کہانیوں کو پاش پاش کردیں گے، اس کے روشن بیان کے کوڑے' جھوٹ اور بہتان والوں کے پلندوں کی کمر توڑ دیں گے۔ ایسا تو ہونا ہی تھا کیوں کہ یہ جس ہستی کا رسالہ ہے وہ ہیں بلند مرتبہ علامہ، علم کے چھلکتے سمندر، صاحبِ نگاہ فاضل، حق و باطل میں فرق کرنے والے واقفِ احوال، درستی بھری عقل، روشن سمجھ داری، بھری ذہانت، پختہ اندازِ فکر، ٹھوس رائے اور مستحکم دانائی والے، عزیزِ دلنواز، مشفقِ ذی شان، پُرانے ساتھی اور عظیم دوست مولانا حافظ احمد حسن صاحب، اللہ پاک انھیں زمانے کی مصیبتوں اور نئے نئے نکلنے والے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ منقولی علوم کی باگیں بلا اختلاف آپ کے ہاتھ میں ہیں، اکثر عقلی فنون کی لگامیں بلا مزاحمت آپ کے قابو میں ہیں، دور و نزدیک والے ان کی فضیلتوں کے نور سے روشنی لیتے ہیں، پیٹ بھرے اور بھوکے ان کی عظمتوں کے درخت سے پھل لیتے ہیں۔

آپ کی تقریر کے تیر اس قوم کی لغزشوں کے دلوں میں پیوست ہو جاتے ہیں جس قوم کا رشید گمراہ ہے اور جن کا سچا جھوٹا ہے۔ آپ کی تحریر کے نیزے اُس قوم کی غلطیوں کے سینے میں گڑے ہوئے ہیں جن کا خلیل تہی دامن ہے اور جن کا امین خائن ہے۔ آپ نے ان کی بے بنیاد باتوں کو پُرزے پُرزے کردیا، ان کی بے حقیقت کہانیوں کے چیتھڑے اُڑادیے، ان کی باتوں پر کالک مَل دی، اُن کی گمراہیوں کی آنکھیں بے نُور کردِیں، ان کے بھائیوں (شیطانوں) کے وسوسوں کے لشکر تہس نہس کردیے، اُن کے بے جان خیالوں کے ڈھیر ریزہ ریزہ کردیے، اُن پر قیامت ڈھادی اور اُن پر مَوت کی بارش برسائی۔ جیسا کہ یکے بعد دیگرے دو مرتبہ میں نے آمنا سامنا کرکے، آڑے ہاتھوں لے کر اور مقابلہ کرکے ان کا حشر کیا جب لاہور میں یہ لوگ ٹولیاں بنا کر آئے اور جمگھٹ لگایا، وہ لاہور جو روشنی و تابناکی میں چمکتے سورج اور چاند کے ہالے کی طرح ہے، ربِّ کریم مجھے اور اس شہر کو زمانے کی بُرائیوں اور خوشی کی رکاوٹوں سے محفوظ رکھے۔ چنانچہ یہ تتر بتر ہوگئے، بکھر گئے، خاک ہوگئے، شکست کھا گئے، آنکھ بچا کر کھسک گئے اور مٹی میں مل گئے جیسے پھیلی ہوئی ٹڈیاں ہوں یا بکھری ہوئی باریک چیونٹیاں ہوں۔ الغرض! ظالموں کی جڑ کاٹ

دی گئی۔ سب خوبیاں اللہ پاک کی ہیں جو سارے جہان کا ربّ ہے۔ اللہ کے رسول حضرت محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کے سب آل واصحاب پر رحمتیں اور سلام ہوں۔ تیری رحمت سے یہ سوال ہے اے سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ربّ۔ بندہ گنہ گار مفتی محمد عبداللہ عفی عنہ کی یہ تحریر ہے۔(69)

(4) علامہ احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تنزیہ الرحمن'' کتاب کے رد میں ایک کتاب الجہد المقل فی تنزیہ المعز والمذل لکھی گئی، جب مفتی عبداللہ ٹونکی صاحب کو اس کا علم ہوا تو آپ نے اس کا جواب 15 جمادی الاولیٰ 1308ھ/ 27 دسمبر 1890ء کو عربی رسالے ''عجالۃ الراکب فی امتناع کذب الواجب'' کی صورت میں لکھ کر دیا، یہ عربی ادب کا مرقع ہے۔(70) مفتی عبداللہ ٹونکی نے الجہد المقل کے مصنف سے امکان کذب کے موضوع پر 19 رمضان 1306ھ/ 19 مئی 1889ء کو لاہور میں مناظرہ کیا، ایسے دلائل دیئے کہ مدمقابل مرعوب ولاجواب ہوگیا۔(71)

(6) یکم صفر 1305ھ/ 19، اکتوبر 1887ء کو ایک شخص نے طواف قبور کو جائز قرار دیا، اس کا رد کرتے ہوئے مفتی غلام دستگیر محدث قصوری صاحب نے ایک رسالہ کشف الستور عن طواف القبور لکھا، مفتی عبداللہ ٹونکی صاحب نے تحریری طور پر اس کی تائید فرمائی۔ (72)

وراثت کا قانون اور گورنر پنجاب سے ملاقات:

1333ھ/ 1915ء میں حکومت ہندوستان نے وراثت کا قانون بنایا جس میں لوگوں کو اجازت دی گئی تھی کہ وہ اپنی مرضی سے وراثت کی تقسیم کر سکتے ہیں، شرعی طریقہ کار کے مطابق کریں یا اپنے رسم ورواج کے مطابق، علما اہل سنت کے لیے یہ قانون باعث اضطراب تھا، چنانچہ انجمن نعمانیہ لاہور نے جید علماء ومفتیان کرام اور مسلمان وکلا پر مشتمل ایک وفد بنایا جس میں مفتی عبداللہ ٹونکی صاحب بھی شامل تھے، اس وفد نے گورنر پنجاب سے جا کر ملاقات کی اور اس قانون کو واپس لینے پر گفتگو کی۔(73)

تحریرات وکتب:

تبلیغ دین کا ایک اہم ذریعہ تحریر بھی ہے بلکہ تحریر کئی امتیازات کی بنا پر تقریر سے زیادہ مؤثر ہوتی ہے، آپ اس کی اہمیت سے بخوبی واقف تھے۔ چنانچہ آپ نے کئی مضامین اور کتب تحریر فرمائیں جن کی تفصیل بیان کی جاتی ہے:

1) عقد الدرر فی جید نزہۃ النظر: نخبۃ الفکر اصول حدیث پر ایک اہم تصنیف ہے جو درس نظامی میں شامل ہے، مفتی عبداللہ ٹونکی صاحب اس فن میں ید طولیٰ رکھتے تھے، آپ نے یہ کتاب طلبہ کو کئی مرتبہ پڑھائی، چنانچہ آپ نے اس پر عربی میں حاشیہ لکھنے کا فیصلہ کیا، آپ کا لکھا گیا حاشیہ آج بھی طلبہ و اساتذہ کے لیے راحت کا سامان ہے، غالباً پہلی مرتبہ 1320ھ میں مطبع مجتبائی دہلی نے 122 صفحات پر اسے شائع کیا، (74) بعد میں کئی مطابع نے اسے شائع کیا ہے، دور حاضر کے تصنیف و تالیف اور تحقیق و تراجم کا عظیم ادارے المدینۃ العلمیہ (Research Centre Islamic)(75) نے اسے بہترین انداز میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

2) عجالۃ الراکب فی امتناع کذب الواجب:
مفتی عبداللہ ٹونکی صاحب نے 45 صفحات پر مشتمل یہ رسالہ 15 جمادی الاولیٰ 1308ھ/ 27 دسمبر 1890ء کو رسالہ جہد المقل فی تنزیہ المعز والمذل کے جواب میں لکھا، (76) یہ رسالہ مولانا کرم بخش صاحب نے مطبع اسلامیہ لاہور سے شائع کیا تھا۔

3) حاشیہ میر ایساغوجی (77) اسے چند سال پہلے 1436ھ ذوالحجہ/ستمبر 2015ء میں دارالاسلام لاہور (جامع مسجد و محلہ مولانا روحی، اندرون بھاٹی گیٹ) نے شائع

کیا ہے اور یہ 1894ء میں مطبع عزیزی لاہور سے شائع شدہ نسخے کا عکس ہے۔

4) رسالہ تقلید، اسے انجمن نعمانیہ کے شعبۂ اشاعتِ کتبِ حنفیہ نے 1331ھ /1913ء کو شائع کیا۔(78)

5) تحریر اقلیدس مترجم(79)

6) تعلیقات المفتی علیٰ شرح سلم العلوم: یہ کتاب مطبع اسلامیہ لاہور سے شائع ہوئی۔

7) الکلام الرشیق۔(80)

8) مجموعہ فتاویٰ بنام شرح محمدی چار جلد(81)

9) حاشیہ الأنوار الزاهية فی ديوان أبی العتاهية۔ (82)

مفتی غلام احمد حافظ آبادی کا تعاون:

قیام لاہور میں مفتی عبداللہ ٹونکی صاحب کو استاذ العلما مفتی غلام احمد حافظ آبادی (83) کا علمی تعاون رہا، مفتی صاحب کے لکھے گئے حواشی پر استاذ العلما تصحیحات فرماتے، بوقت ملاقات ان کے سقم سے آگاہ فرماتے جنہیں مفتی صاحب تسلیم کیا کرتے تھے۔(84)

وفات:

کالکتہ قیام کے دوران آپ پر فالج کا حملہ ہوا، وہاں سے بھوپال اپنے بیٹے مفتی انوار الحق (85) کے پاس چلے گئے، وہاں صاحب فراش رہے، علاج معالجہ کا سلسلہ جاری رہا، بالاخر تقریباً ستر (70) سال کی عمر میں 24 صفر 1339ھ/ 7 نومبر 1920ء کو انتقال فرما گئے۔ آپ کی رحلت سے اہل اسلام عربی زبان کے فاضل اجل، اسلامی شریعت کے ماہر اور کثیر الفوائد شخصیت سے محروم ہو گئے۔(86)

حواشی و مراجع:

1) امیرِ ملّت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ نقشبندی محدّثِ علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حافظُ القراٰن، عالمِ باعمل، شیخُ المشائخ، مسلمانانِ برِّعظیم کے متحرّک راہنما اور مرجعِ خاص وعام تھے۔ ایک زمانہ آپ سے مستفیض ہوا، پیدائش 1257ھ/1842ء میں ہوئی اور 26 ذیقعدہ 1370ھ میں وصال فرمایا، مزار مبارک علی پور سیّداں (ضلع نارووال، پنجاب) پاکستان میں مرجعِ خَلائق ہے۔ (تذکرہ اکابرِ اہل سنّت، ص113 تا117)

2) لاہور ایک قدیم وتاریخی شہر ہے مغلیہ عہد میں لاہور کے اردگرد فصیل اور تیرہ دروازے بنائے گئے ،372ھ کو یہ ملتان سلطنت کا حصہ تھا، اب یہ پاکستان کے صوبہ پنجاب کا دار الحکومت اور پاکستان کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ یہ پاکستان کا ثقافتی، تعلیمی اور تاریخی مرکز ہے، اسے پاکستان کا دل اور باغوں کا شہر کہا جاتا ہے۔ یہ شہر دریائے راوی کے کنارے واقع ہے۔ اس شہر کی آبادی تقریباً ایک کروڑ 11 لاکھ ہے۔

3) مسجد پٹولیاں لوہاری دروازے (وہ دروازہ جو قدیم فصیل میں بجانب جنوب واقع ہے، اہل سنت کی مرکزی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ، اسی کے اندر واقع ہے) کے اندر لوہاری منڈی میں موجود ہے۔ یہ مسجد کئی سو سال سے قائم ہے، 1282ھ/1865ء میں میاں عمرو دین لاہوری صاحب نے اس کی تجدید کی، 1321ھ/1903ء میں اسے پھر بنایا گیا، اب موجودہ دور میں مسجد جدید طرز پر تعمیر کی گئی ہے۔ پرانی عمارت موجود نہیں۔

4) خلاصہ از اساتذہ امیر ملت، 56، 57

5) ٹونک ہندوستان کے صوبہ راجستھان کی ایک مسلم نوابی ریاست تھی جسے 1798ء میں ایک مسلمان حکمران نواب محمد عامر خان نے قائم کیا، اس کے پانچویں اور آخری حاکم نواب محمد سعادت خان نے 1947ء میں اس کا الحاق ہندوستان کے ساتھ کر دیا تھا، یہ علوم وفنون، شعروشاعری اور ارباب فکرونظر کی سرزمین تھی۔

6) اساتذہ امیر ملت صفحہ 53 میں پیدائش کا سن 1850ء اور امام احمد رضا اور علمائے لاہور صفحہ 65 میں 1854ء لکھا ہے۔

7) قائدِ جنگِ آزادی حضرت علامہ محمد فضلِ حق خیر آبادی چشتی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1212ھ/1797ء کو خیر آباد، ضلع سیتاپور (یوپی، ہند) میں ہوئی اور وصال 12 صفر 1278ھ کو جزیرہ انڈمان میں ہوا۔ مزار یہیں ساؤتھ پوائنٹ پورٹ بلیر میں ہے۔ آپ علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہر، منطق و حکمت میں ایک معتبر نام، استاذ العلماء، سلسلہ خیر آبادیہ کے چشم و چراغ، لکھنؤ کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) اردو وعربی کے شاعر، کئی کتب کے مصنف اور مؤثر ترین شخصیت کے مالک تھے۔ (ماہنامہ جامِ

نوردہلی، اکتوبر2011ء)

8) حضرت مولانا حکیم سیددائم علی عظیم آبادی جامع معقول ومنقول تھے، پٹنہ بہار کے رہنے والے تھے ،حازق حکیم کےطور پرشہرت پائی،نواب آف ریاست ٹونک نے انہیں استاذطبیب کےطور پرٹونک بلالیا اوریہ یہیں رہائش پذیر ہوگئے،آپ حاجی امداداللہ مہاجرمکی کے مرید وخلیفہ تھے۔(امام احمدرضا اورعلمائے لاہور،138)

9) خلاصہ از اساتذہ امیرملت،56، 57

10) استاذُالکل حضرت مولانا مفتی محمد لُطفُ اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت پلکھنے (لکھنؤ، یوپی) ہند میں 1244ھ/ 1828ء میں ہوئی اور 9ذوالحجہ 1334ھ کوعلی گڑھ میں وصال فرمایا،تدفین مزارحضرت جمالُ العارِفین رحمۃ اللہ علیہ کےقُرب میں ہوئی،آپ جلیلُ القدر عالمِ دین،مؤثر وفعّال شخصیت اورجامعِ علومِ عقلیہ ونقلیہ تھے،محدثِ اعظم ہند، علاّمہ سیّداحمد محدثِ کچھوچھوی، علاّمہ وصی احمد محدثِ سورتی اور علاّمہ احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہم سمیت سینکڑوں علما آپ کے شاگرد ہیں۔(استاذ العلماء،ص6، 32، تذکرہ محدث سورتی،ص46 تا50)

11) افضل المحدثین علامہ احمدعلی سہارنپوری کی ولادت 1225ھ/ 1810ء اوروصال 6رجمادی الاولیٰ 1297ھ/ 16راپریل 1880ء کوتقریباً بہتر(72) سال کی عمر میں داعی اجل کولبیک کہا۔آپ اپنے آبائی قبرستان متصل عید گاہ سہارنپور میں سپردخاک کیے گئے۔آپ حافظ قرآن،عالم اجل، استاذالاساتذہ،محدث کبیراورکثیرالفیض شخصیت کے مالک تھے،اشاعت احادیث میں آپ کی کوشش آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں،آپ نے صحاح ستہ اوردیگرکتب احادیث کی تدریس، اشاعت،حواشی اوردرستیٔ متن میں آپ نے جوکوششیں کیں وہ مثالی ہیں۔استاذالمحدثین حضرت علامہ وصی احمدمحدث سورتی ،استاذالعلماء مفتی سیددیدارعلی شاہ محدث لاہوری،قبلہ عالم پیرسیدمہرعلی شاہ گولڑوی وغیرھم آپ کےمشہورشاگردہیں۔(حدائق حنفیہ،510،صحیح البخاری مع الحواشی النافعۃ،مقدمہ،1 /37)

12) تذکرہ علمائے اہل سنت،159

13) امام الادب حضرت مولانا فیض الحسن سہارنپوری کی پیدائش 1232ھ/ 1816ء کومحلہ شاہ ولایت سہارنپور میں پیداہوئے اور6فروری 1887ء کولاہورمیں وصال فرمایا،قبرستان درہ آلی سہارنپور میں دفن کیا گیا ،آپ نےصدرالصدوردہلی مفتی صدرالدین آزردہ،علامہ فضل حق خیرآبادی،علامہ شاہ احمدسعیدمجددی وغیرہ اجل علماسے جملہ علوم ادب،فقہ واصول فقہ،حدیث وطب میں کامل مہارت حاصل کی،حضرت حاجی امداداللہ مہاجرمکی کے ہاتھ پربیعت کی،آپ1870ء میں گورنمنٹ اورینٹل کالج کے پہلے عربی کے پروفیسرمقررہوئے ،رسالہ شفاء الصدورکےمدیربھی رہے،عربی تصانیف میں فیض القاموس،شرح تاریخ تیموری،ضوءالمشکوۃ اختصارایلاقی،شرح حماسہ وغیرہ اہم ہیں۔آپ نےعلامہ غلام

دستگیر قصوری صاحب کی کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل اور علامہ عبدالسمیع رامپوری کی کتاب انوار ساطعہ در بیان مولود وفاتحہ دونوں کی تائید کرتے ہوئے ان پر تقاریظ بھی لکھیں۔(تذکرہ علمائے اہلسنت وجماعت لاہور، 166 تا189، انوار ساطعہ، 540)

14) اساتذہ امیر ملت، 56،57

15) اساتذہ امیر ملت، 56

16) فتاویٰ رضویہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو قدیم بارہ (12) جلدوں پر مشتمل ہے، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم قادری ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت کے مرکزی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں شعبان 1408ھ/ مارچ 1988ء کو ایک تحقیقی ادارہ بنام رضا فاؤنڈیشن بنایا جس کا مقصد تصانیف اعلیٰ حضرت کو جدید انداز میں شائع کرنا ہے اس کے تحت فتاویٰ رضویہ کی تخریج اور ترتیب جدید پر کام شروع ہوا اور رجب 1426ھ/ اگست 2005ء کو مکمل ہوا، اب فتاویٰ رضویہ کی 33 جلدیں ہیں، جس میں 30 جلدیں فتاویٰ، دو جلدیں فہرست اور ایک جلد اشاریہ پر مشتمل ہے۔ یہ بلند فقہی شاہکار مجموعی طور پر 21656 صفحات، 6847 سوالوں کے جوابات اور 206 رسائل پر مشتمل ہے جبکہ ہزاروں مسائل ضمناً زیر بحث آئے ہیں۔(فتاویٰ رضویہ، 30/ 5،10)

17) ڈاکٹر محمد اقبال کی پیدائش 1294ھ/ 1877ء کو سیالکوٹ اور وفات 20 صفر 1357ھ/ 21 اپریل 1938ء لاہور میں ہوئی، آپ معروف شاعر، مصنف، قانون دان، سیاستدان اور تحریک پاکستان کی اہم ترین شخصیات میں سے ایک ہیں۔

18) اساتذہ امیر ملت، 54

19) دنائے راز، 98

20) دنائے راز، 246

21) پیرزادہ اقبال احمد فاروقی "تذکرہ علمائے اہلسنت وجماعت لاہور" ص 251

22) نثر الجواہر والدرر في علماء القرن الرابع عشر، 1/ 588

23) سیرت امیر ملت، 59، مجالس علما، 299،300

24) مولانا عبدالرب دہلوی عظیم عالم دین تھے، علوم عقلیہ ونقلیہ پر دسترس، عربی ادب میں ماہر اور بہترین ومؤثر واعظ بھی تھے، محرم 1305ھ/ اکتوبر 1887ء کو وفات پائی۔(تذکرہ علمائے ہند، 260)

25) نثر الجواہر والدرر في علماء القرن الرابع عشر، 1/ 588

26) 1870ء میں حکومت نے طے کیا کہ مشرقی علوم کی تعلیم کے لیے اورینٹل اسکول بنایا جائے جو بعد میں اورینٹل کالج بنا، اس کے بنیادی مقاصد میں مشرقی علوم کی ترقی وفروغ، مشرقی زبانوں کی تدریس اور دوسری ملکی زبانوں کی حوصلہ افزائی تھی، علامہ فیض الحسن سہارنپوری صاحب اس کے شعبہ عربی کے پہلے

صدر مدرس بنائے گئے۔ (تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت لاہور، 166)

27) اساتذہ امیر ملت، 56، 57

28) 1780ء کلکتہ (صوبہ مغربی بنگال) میں اسلامی علوم کی اشاعت کے لیے مدرسہ عالیہ قائم کیا گیا، کئی جلیل القدر علماء نے اس میں درسِ نظامی پڑھا اور پڑھایا ہے، اب اسے یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا ہے، یہ مذہبی اور جدید تعلیم کا امتزاج ہے۔

29) اساتذہ امیر ملت، 58)

30) مشہور ہے یمین الدولہ ابو القاسم محمود غزنوی (971ء 1030ء) نے جب لاہور کو فتح کیا تو لاہور کی فصیل کی مغربی دیوار میں جو دروازہ حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری کے مزار کی سمت واقع ہے اس کا نام راجپوت بھٹی قبیلے کے نام پر بھاٹی گیٹ رکھا گیا، مغل بادشاہ اکبر کے دورِ حکومت میں اسے دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ اسی میں بازار حکیماں واقع ہے، یہ وہی بازار ہے جس میں شاعر مشرق دوران تعلیم مقیم رہے، یہ مقام بطور یادگار موجود ہے۔

31) امام احمد رضا اور علمائے لاہور، 66، 67

32) اس انجمن کے مقاصد یہ تھے، (1) ارکان اسلام کا استحکام۔ (2) اہل اسلام کے اخلاق اور معاشرت کی تہذیب علیٰ قانون شرعیہ۔ (3) علوم عربیہ اسلامیہ کو جو اس ملک میں کالعدم ہو گئے ہیں (انہیں) سرسبز کرنا۔ (4) عموماً اسلام اور خصوصاً ملتِ حنفیہ کی تائید کرنی۔ (5) رسومِ خلافِ شرع کے انسداد کی کوشش (6) اہل اسلام میں باہمی اتفاق کی کوشش۔ (7) حکامِ وقت کی خدمت میں مفاد اسلام کے متعلق باادب گذارشات (8) قومی ہمدردی کارروائیوں میں بے ریائی کا نمونہ دکھلانا (9) اغراض صدر حاصل کرنے کے لیے علوم اسلامیہ کی اعلیٰ تعلیم کا ایک مدرسہ قائم کرنا جس میں بلافیس کے شائقانِ علم دیں کو پوری۔۔۔ تک تعلیم حاصل ہونے سے اور حسب ضرورت خوراک و سامان ضرورت وغیرہ سے بھی امداد کی جاوے۔ (10) اس مدرسے کے ابتدائی حصے میں مسلمان بچوں کو حنفی فقہ کی تعلیم دینا اور اعمال شرعیہ کی پابندی کروانا۔ (امام احمد رضا اور علمائے لاہور 156)

33) دار العلوم نعمانیہ لاہور کی ایک قدیم اور دینی تعلیم کی معیاری درسگاہ ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ کی نسبت نعمانیہ کہلاتا ہے، موجودہ عمارت بالمقابل ٹبی تھانہ اندرون ٹیکسالی گیٹ لاہور میں ہے، اس کا آغاز 1306ھ / 1888ء کو مسجد بوکن خان موچی گیٹ میں ہوا، اس کا عربی حصہ 13 شوال 1314ھ / 17 مارچ 1897ء کو بادشاہی مسجد میں منتقل کیا گیا، جب اندرون ٹکسالی گیٹ میں دار العلوم نعمانیہ کا دار الاقامہ تعمیر ہو گیا تو اس کے پانچ سال بعد اس کا عربی حصہ بادشاہی مسجد سے یہاں منتقل ہو گیا، اس کے 43ویں جلسے کی روئیداد سے معلوم ہوتا ہے شعبان 1349ھ / دسمبر 1930ء تک اس سے چار ہزار دوسو تین (4203) علما فارغ التحصیل ہو چکے تھے۔ (امام احمد رضا اور علمائے لاہور، 26، صد سالہ تاریخ

انجمن نعمانیہ لاہور 306،73)

34) امام احمد رضا اور علمائے لاہور، 26، صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور 84،83،103،17،18،25

35) امام احمد رضا اور علمائے لاہور، 155

36) امام احمد رضا اور علمائے لاہور، 132،131

37) مناظرِ اہلِ سنّت، حضرت علامہ غلام دستگیر قصوری ہاشمی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اندرونِ موچی دروازہ لاہور میں ہوئی۔ جید عالمِ دین، مناظرِ اسلام، مصنّفِ کتب اور مجازِ طریقت تھے۔ پندرہ (15) سے زیادہ تصانیف میں تقدیس الوکیل کو شہرت حاصل ہوئی۔ 20 محرم 1315ھ/ 21 جون 1897ء کو وصال فرمایا، مزار مبارک بڑا قبرستان (کچہری روڈ) قصور پاکستان میں ہے۔ (رسائل محدث قصوری، ص65،47)

38) صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، 24،101

39) صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، 50

40) زبدہ علمائے کاملین حضرت مولانا قاضی خلیفہ حافظ حمید الدین صدیقی بن استاذ الکل خلیفہ غلام اللہ لاہوری کی پیدائش 1842ء یا 1830ء اور 1315ھ/ 1897ء کو وفات ہوئی، آپ فاضل یگانہ، جید عالم دین، لاہور کے قاضی (Judge) اور انجمن حمایت اسلام کے بانی و پہلے صدر تھے، انہیں کی نسبت سے انجمن نے 17، اکتوبر 1897ء/ 20 جمادی الاولیٰ 1315ھ کو مدرسہ حمیدیہ لاہور کا آغاز کیا۔ انجمن نعمانیہ کے بھی خیر خواہ اور معاون تھے، انجمن نعمانیہ کا پہلے جلسے (30 محرم 1306ھ) میں بھی شریک تھے، بعد وفات 1898ء کے انجمن نعمانیہ کے سالانہ جلسے میں آپ کی یاد میں ایک منقبت پڑھی گئی۔ مفتی غلام دستگیر محدث قصوری کی شہرہ آفاق کتاب تقدیس الوکیل اور دیگر کتب مثلا عروۃ المقلدین، عمدۃ الابیان میں آپ کی تصدیقات وتقاریظ موجود ہیں۔ (امام احمد رضا اور علمائے لاہور، 132،26، صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، 32، رسائل محدث قصوری، 172،359،732)

41) مسجد بوکن خان: اندرون موچی گیٹ اور شاہ عالمی گیٹ کے درمیان پیر ڈھل رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے اسی نسبت سے یہ محلہ پیر ڈھل کہلاتا ہے، اس محلے میں مسجد بوکن خان ہے، یوں تو یہ مسجد کئی سو سال پرانی ہے مگر 1257ھ/ 1841ء میں ایک شخص بوکن خان نے اس کی نئی تعمیرات کرائیں، مسجد کے تین محرابیں بنوائیں، مسجد کا صحن پختہ کروایا، (یہ ابھی بھی موجود ہیں) جنوبی حصے میں طلبہ علم دین کے لیے کمرے تعمیر کروائے، اور ایک حصے میں مختلف درختوں پر مشتمل باغیچہ بنوایا، یہ دونوں حصے اب ختم ہو چکے ہیں۔

42) تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور، 249

43) صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، 51

44) اساتذہ امیر ملت، 53

45) صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، 51

46) اس کا قدیم نام عالمگیری مسجد ہے یہ مغل بادشاہ محمد محی الدین اورنگ زیب عالمگیر غازی 1084ھ / 1673ء نے بنوائی، اب یہ لاہور کی شناخت بن گئی ہے۔ یہ شاہ فیصل مسجد اسلام آباد کے بعد پورے پاکستان کی دوسری بڑی مسجد ہے، جس میں بیک وقت 60 ہزار لوگ نماز ادا کر سکتے ہیں، مرور زمانہ کے ساتھ یہ مسجد ویران ہوگئی، مسلمانان لاہور کی تحریک پر حکومت برطانیہ نے 1856ء کو مسلمانوں کے حوالے کردی، مولانا قاضی حافظ احمد دین بگوی اس کے پہلے امام وخطیب مقرر ہوئے، 1869ء میں مفتی غلام محمد بگوی، پھر مولانا محمد ذاکر بگوی اس کے بعد مولانا شفیق بگوی نے یہ ذمہ داری نبھائی۔ مزید تفصیل دیکھئے: تذکرہ بگویہ 1 / 93، تذکرہ علماء اہلسنت وجماعت، 122

47) صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، 53، 57

48) مولانا غلام اللہ قصوری قرشی حنفی کی پیدائش قصور میں 1266ھ / 1850ء کو ہوئی اور 1341ھ / 1922ء کو لاہور میں وصال فرمایا، تدفین قصور میں ہوئی، دینوی تعلیم حاصل کر کے ریاست فرید کوٹ میں مشیر مال مقرر ہوئے، پھر زندگی میں انقلاب آیا، ملازمت چھوڑ کر علوم دینیہ کی تحصیل میں مصروف ہو گئے اور علمائے لاہور سے اسلامی علوم میں رسوخ حاصل کیا، اور مدرسہ حمیدیہ پھر مدرسہ رحیمیہ نیلا گنبد لاہور کے مدرس بن گئے، پھر یکے بعد دیگرے مدرس اسلامیہ ہائی اسکول امرتسر (11 سال) فیروز پور ہائی اسکول (8 سال) اور چیفس کالج لاہور میں سترہ (17) سال عربی واسلامیات کے پروفیسر رہے اور آپ 1922ء میں ریٹائرڈ ہوئے، آپ حضرت مہر صوبا نقشبندی کے مرید وخلیفہ تھے (تذکرہ علمائے اہلسنت وجماعت لاہور، 248 تا 256)

49) سند السالکین حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی کی ولادت 1293ھ / 1876ء کو بھیرہ ضلع سرگودھا میں ہوئی اور 13 ربیع الاول 1334ھ / 20 جنوری 1916ء کو لاہور میں وفات پائی، انہیں خانقاہ بگویہ بھیرہ شریف میں دفن کیا گیا، آپ جید عالم دین، مدرس مدرسہ حمیدیہ لاہور، خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ سیال شریف، زہد وتقویٰ کے پیکر، عبادت کے شوقین اور صاحب کرامت تھے۔ (تذکار بگویہ، 1 / 213 تا 292)

50) سبحان عصر حضرت مولانا پروفیسر اصغر علی روحی 1284ھ / 1876ء کو گجرات میں پیدا ہوئے اور 3128 رمضان 1373ھ / مئی 1954ء میں وصال فرمایا، آپ کا مزار کٹھالہ ضلع گجرات میں مسجد سے ملحق، برلب شاہراہ عظیم (جی۔ٹی۔ روڈ) واقع ہے آپ عالم دین، عربی وفارسی کے ماہر اور شاعر تھے، آپ اورینٹل کالج اور اسلامیہ کالج میں عربی پروفیسر رہے، علمی وادبی پرچہ الہدیٰ کے مدیر مسئول کے طور پر بھی خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے تفسیر قرآن (2 پارے) دیوان فارسی (6 ہزار اشعار) اور دیوان عربی (5 سو اشعار) سمیت کئی کتب تصنیف فرمائیں۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت، 60)

51) امام احمد رضا اور علمائے لاہور، 132، صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، 57، 53

52) اساتذہ امیر ملت، 57

53) صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، 137

54) عالم باعمل حضرت مولانا مفتی حافظ غلام محمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ایک علمی گھرانے میں 1255ھ/1839ء کو بگہ (تحصیل پنڈ دادنخان) ضلع جہلم میں ہوئی، علم دین والدِ گرامی استاذ الکل مولانا غلام محی الدین بگوی سے حاصل کیا، سلسلہ نقشبندیہ میں خواجہ فقیر محمد چوراہی سے بیعت وخلافت کا شرف پایا، حصول علم وعرفان کے لئے لاہور آ گئے، علم وتقویٰ کی وجہ سے یہاں عام وخواص کا رجوع آپ کی جانب تھا، آپ کی کوششوں سے لاہور کی بادشاہی مسجد آباد ہوئی اور آپ اس کے امام وخطیب، متولی اور صدر دارالافتاء بنائے گئے، آپ انجمن نعمانیہ لاہور کے بانیان میں سے بھی تھے، آپ کا وصال 4 جمادی الاخریٰ 1318ھ/ 29 ستمبر 1900ء کو ہوا۔ مزار میانی قبرستان میں ہے۔ (تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور، ص218، امام احمد رضا اور علمائے لاہور، 155)

55) اساتذہ امیر ملت، 57

56) تذکار بگویہ 1 / 131

57) حضرت مولانا پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب ضلع گجرات (پنجاب پاکستان) کے ایک موضع شہاب دیوال کے ایک علمی فاروقی گھرانے میں 1346ھ/ 1928ء کو پیدا ہوئے اور تقریباً 89 سال کی عمر میں 16 رصفر المظفر 1435ھ 20 دسمبر 2013 کو لاہور میں وصال فرمایا، ان کی تدفین میانی صاحب قبرستان میں خواجہ محمد طاہر بندگی کے مزار اقدس کے متصل ہوئی۔ آپ ایک متحرک عالم دین، دینی ودنیاوی تعلیم سے مرصع، مکتبہ نبویہ کے بانی، ناشرِ رضویات، مدیر ماہنامہ جہان رضا لاہور اور روح رواں مجلس رضا اور اکابر علمائے اہل سنت لاہور سے تھے۔ آپ خوش اخلاق، مہمان نواز اور ہر دل عزیز شخصیت کے مالک تھے، چھوٹے بڑے سب کو اہمیت دیتے اور علمی کاموں پر حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے، راقم کئی مرتبہ ان سے ملا، یہ مجھ پر خصوصی شفقت فرماتے اور مجھے اپنا کراچی والا دوست کہا کرتے تھے۔

58) صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، 66

59) 1319ھ/ 1901ء کو امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے اس کی بنیاد رکھی، اس کے مقاصد یہ تھے (1) اتحاد جمیع سلاسل تصوف (2) اشاعت اسلام وتصوف (3) تردید الزامات خلاف اسلام وتصوف (4) تردید مذاہب باطلہ، اس کے پہلے صدر بھی آپ تھے، اس کی شاخیں ہند بھر میں تھیں، اس کے تحت کئی مدارس، مساجد، یتیم خانے قائم ہوئے، 1904ء میں اس کے تحت ایک ماہنامہ ''انوار الصوفیہ''، اور دیگر رسائل مثلاً مبلغ قصور، لمعات الصوفیہ سیالکوٹ، الفقیہ امرتسر، الجماعت امرتسر بھی جاری ہوئے، کئی مدارس مثلاً مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں، اس کی شاخیں میسور، قصور، گجرات، سانگلہ ہل

،ڈسکہ وغیرہ میں قائم ہوئیں۔(مزید دیکھئے: سیرت امیر ملت 350 تا 449)

60) اساتذہ امیر ملت، 57

61) 1889ء میں مرزا غلام احمد قادیانی (1835ء تا 1908ء) نامی شخص نے مسیح موعود، مہدی آخر الزمان اور نبی ہونے کا دعویٰ کیا، انبیائے کرام بالخصوص حضرت عیسیٰ d کی شان میں گستاخیاں کیں، اس نے 1889ء میں باقاعدہ بیعت کا آغاز کیا، ارتداد کے اس فتنے کی بنیاد رکھی۔(بہار شریعت، 1/ 190)

62) اساتذہ امیر ملت، 56، سیرت امیر ملت، 248

63) صاحبِ انوارِ ساطعہ مولانا محمد عبدُ السمیع بیدل انصاری رام پوری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت رام پور منہیاراں (ضلع سہارن پور یوپی) ہند میں ہوئی۔آپ جید عالم، مصنفِ کتب، شاعرِ اسلام اور سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے شیخِ طریقت تھے۔یکم محرم 1318ھ/ یکم مئی 1900ء کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک قبرستان رؤسائے لال کُرتی میرٹھ (یوپی) ہند میں ہے۔اپنی کتاب "انوارِ ساطعہ در بیانِ مولود و فاتحہ" کی وجہ سے معروف ہیں۔(نورِ ایمان، ابتدائیہ، تذکرۂ علمائے اہلسنت، ص 167)

64) انوار ساطعہ، 15

65) تقدیس الوکیل، 85

66) رسائل محدث قصوری، 89

67) تقدیس الوکیل، 85

68) استاذ العلماء، امامِ معقولات و منقولات حضرت مولانا شاہ احمد حسن محدث کانپوری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1296ھ/ 1879ء میں پٹیالہ (مشرقی پنجاب) ہند میں ہوئی اور وصال 3 صفر 1322ھ /19، اپریل 1904ء کو کانپور (یوپی) ہند میں فرمایا، آپ کا مزار پرانوار یہیں بساطیوں والے قبرستان نزد پنجابی محلہ میں ہے۔آپ جید عالم، مدرسہ فیض عالَم کانپور، مصنف و شارحِ کتب، دوستِ اعلیٰ حضرت اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔تصانیف میں رسالہ تنزیہُ الرَّحمٰن کو شہرت حاصل ہوئی۔(تذکرہ محدث سورتی، ص 298 تا 301، کانپور نزدیک سے دور تک، ص 30,25)

69) تنزیہ الرحمن عن شائبۃ الکذب والنقصان، 65، 66۔اس تقریظ کا ترجمہ ادارۂ تصنیف و تالیف و تراجم و تحقیق المدینۃ العلمیۃ (Islamic Research Centre) کے فاضل نوجوان مولانا محمد عباس عطاری مدنی صاحب نے کیا ہے، راقم اس پر ان کا شکر گزار ہے۔ابو ماجد عطاری۔

70) تقدیس الوکیل، 86، 87

71) مولانا محمود احمد قادری تذکرہ علمائے اہلسنت ص 159 مطبوعہ انڈیا۔

72) رسائل محدث قصوری، 415

73) صدسالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، 124

74) تذکرہ علمائے اہلسنت ص160

75) المدینۃ العلمیۃ (Research Centre Islamic) اسلامی تعلیمات عام کرنے والا علمی، تحقیقی اور تصنیفی ادارہ ہے جو عالم اسلام کی عالمگیر تحریک دعوت اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ میں قائم ہے اس کی ایک شاخ فیضان مدینہ مدینہ ٹاؤن فیصل آباد میں بھی قائم ہے، دونوں شاخوں میں 120 سے زائد علماء تصنیف و تالیف یا ترجمہ و تحقیق یا معاونت میں مصروف ہیں، جنوری 2021ء تک 606 کتب ورسائل پر کام مکمل ہو چکا ہے، 30 کتب ورسائل پر کام جاری ہے۔ المدینۃ العلمیۃ کے کتب ورسائل کی تین سال (2017 تا 2019ء) کی کارکردگی کے مطابق ایک کروڑ 80 لاکھ (1281,304,8) سے زائد فروخت اور نواسی لاکھ (694,974,8) سے زائد مرتبہ ڈاؤن لوڈ ہو چکی ہیں جس سے یہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ اس ادارے کو علمی و تحقیقی لٹریچر و خواص کے ساتھ عوامی پذیرائی بھی حاصل ہے۔

76) مولانا محمود احمد قادری تذکرہ علمائے اہلسنت ص159 مطبوعہ انڈیا۔

77) مراۃ التصانیف، 165

78) صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور 83

79) مراۃ التصانیف، 174

80) تذکرہ علمائے اہلسنت ص159

81) اساتذہ امیر ملت، 59

82) مراۃ التصانیف، 139

83) استاذ العلما مفتی غلام محمد حافظ آبادی کی ولادت 1273ھ/ 1856ء کو کوٹ اسحاق (یونین کونسل ضلع حافظ آباد، پنجاب، پاکستان) میں پیدا ہوئے اور یہیں 3 ربیع الاول 1325ھ/ 16، اپریل 1907ء کو وصال فرمایا۔ آپ جامع معقول و منقول، فقیہ وقت، ماہر ادب عربی، صدر المدرسین و مفتی اعظم دار العلوم نعمانیہ اور ہزاروں علما کے استاذ ہیں۔ (تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور، 221)

84) تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور، 222

85) جو ریاست بھوپال میں محکمۂ تعلیم کے ناظم اور دیوان غالب کے نسخہ حمیدیہ کے مرتب و ناشر تھے۔

86) اساتذہ امیر ملت، 59

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی تھے

تحقیقی مقالہ

مولانا مفتی علی نواز قادری

تابعی کی تعریف: وہ شخص جس نے ایمان کی حالت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی کی زیارت کی اور ایمان کی حالت میں فوت ہوا، اسے تابعی کہتے ہیں۔

تابعی کی فضیلت کے متعلق احادیث

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی، ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی صحابی بھی ہے؟ وہ کہیں گے ہاں، انہیں فتح ہوگی، پھر لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی صحبت اختیار کی ہو؟ وہ کہیں گے ہاں، تو انہیں فتح حاصل ہوگی، پھر لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی، ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں کوئی تبع تابعین ہے؟ وہ کہیں گے ہاں، تو انہیں فتح حاصل ہوگی[1]۔

☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد آئیں

---

[1] بخاری: 3649، مسلم: 6467 / 2532

گے، پھر وہ جوان کے بعد آئیں گے[1]۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کی عزت کرو، کیونکہ وہ تم میں سے سب سے بہتر ہیں، پھر وہ جوان کے بعد آئیں گے، پھر وہ جوان کے بعد آئیں گے[2]۔

ان احادیث سے صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔لیکن فی زمانہ ایک جلیل القدر تابعی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگ تعصب کی بناپر اختلاف پیدا کر رہے ہیں کہ وہ تابعی نہیں تھے جبکہ بڑے بڑے محدثین اور نامور تاریخ دان اس بات کی تحقیق کر چکے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی تھے۔جیسا کہ خطیب بغدادی، امام ذھبی، امام ابن حجر عسقلانی، علامہ عینی، ابن کثیر، علامہ ابن عبدالبر، ابن الندیم رحمہم اللہ وغیرہم۔کچھ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

☆ ابوبکر احمد بن علی الخطیب بغداری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 463ھ فرماتے ہیں:

نعمان بن ثابت ابوحنیفہ التیمی اصحاب الرائے اور اہل عراق کے فقیہ جنہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔(یعنی خطیب بغدادی کی تحقیق کے مطابق امام صاحب تابعی ہیں)[3]۔

☆ امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 748ھ فرماتے ہیں:

امام اعظم ابوحنیفہ اہل عراق کے فقیہ نعمان بن ثابت بن زوطا التیمی جو 80 ھجری میں پیدا ہوئے، انہوں نے (یعنی امام اعظم نے) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی کئی مرتبہ زیارت کی جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے[4]۔

---

[1] بخاری:3650، مسلم:6475/2535

[2] نسائی کبریٰ:9222، مشکاۃ المصابیح:6012

[3] تاریخ بغداد 13/325 مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[4] تذکرۃ الحفاظ 1/126 مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت

☆ ابوالفداء حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر المعروف ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 774 فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت فقیہ عراق اسلام کے ائمہ میں سے ایک جلیل القدر امام، جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی، اور بعض نے ذکر کیا ہے کہ آپ نے سات صحابہ کرام کو دیکھا ہے[۱]۔

☆ امام حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن حجر المعروف ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 852ھ فرماتے ہیں:

نعمان بن ثابت التیمی ابوحنیفہ الکوفی کہا گیا ہے کہ وہ ابناء فارس سے ہیں۔(یعنی فارسی النسل ہیں) انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت کی[۲]۔

☆ امام ذھبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 748ھ سیر اعلام النبلاء میں فرماتے ہیں:

الامام فقیہِ ملت، عالمِ عراق، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی التیمی، الکوفی، کہا گیا ہے کہ وہ فارسی النسل تھے۔آپ 80ھجری میں صغار صحابہ کے زمانہ میں پیدا ہوئے، اور آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے۔لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث نہیں سنی[۳]۔

☆ علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد العینی، المعروف علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 855ھ فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ اوران کے والد صحابی ہیں، یہ وہ صحابی ہیں جو سب سے آخر کوفہ میں فوت ہوئے۔اور صحابہ میں سے ایک یہ بھی صحابی ہیں جن کی زیارت امام

---

۱ البدایہ والنہایہ 10/111 مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۲ تہذیب التہذیب 6/559 مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۳ سیر اعلام النبلاء 5/531 مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی[1]۔

مخالفین کا کہنا ہے کہ ہمارے پاس ایک ایسی دلیل ہے جوان سب پر بھاری ہے چاہے وہ کتنے ہی بڑے امام یا محدث ہوں۔ وہ دلیل یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے عطا بن ابی رباح (تابعی) سے زیادہ افضل کوئی نہیں دیکھا۔ اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی صحابی کی زیارت کی ہوتی تو آپ نے یہ بات نہیں کرنی تھی کیونکہ صحابی کا درجہ تابعی سے اونچا ہے۔ عطا بن ابی رباح تو تابعی ہیں اس معلوم ہوا کہ آپ تابعی نہیں ورنہ آپ کہتے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر فضیلت والا کوئی نہیں دیکھا۔

الجواب بعون اللہ تعالیٰ

گزارش ہے کہ اگر اس اصول کو مان لیا جائے کہ اگر کوئی تابعی یہ جملہ کہہ دے کہ میں نے اس (تابعی) سے بڑھ کر فضیلت والا نہیں دیکھا یا اس (تابعی) سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔ اور اس سے یہ رزلٹ نکالا جائے کہ وہ تابعی نہیں ورنہ وہ یہ بات نہ کہتا۔ آپ کا دین آدھا رہ جائے گا اور یہ اصول آپ کو تباہ و برباد کر دے گا، اور اس اصول سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کئی احادیث کو چھوڑنا پڑے گا بلکہ آپ کو ان صحیح احادیث کو موضوع یا من گھڑت کہنا پڑے گا، کیونکہ ایسے کئی راوی ہیں جو تابعی ہیں اور وہ صحابی سے ڈائریکٹ حدیث لیتے ہیں، جیسا کہ قتادہ بن دعامہ جو کہ حضرت انس اور دوسرے صحابہ سے ڈائریکٹ روایت کرتے ہیں۔ ان کی تمام احادیث جو کتب ستہ (صحاح ستہ) میں ہیں ان کو چھوڑنا پڑے گا بلکہ ایک اندازے کے مطابق 777 احادیث جو بخاری و مسلم میں ہیں ان کو ضعیف یا موضوع کہہ کر نکالنا پڑے گا۔ اس کی وجہ آپ کا یہ اصول ہے کہ تابعی اگر تابعی کے بارے کہہ دے کہ وہ سب سے زیادہ فضیلت والا یا علم والا ہے وہ تابعی نہیں رہتا۔

تو جناب قتادہ بن دعامہ تابعی ہیں اور ان کا قول کتابوں میں موجود ہے جو انہوں

---

[1] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری 11 / 293 مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت

نے حضرت سعید بن مسیب تابعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا: حضرت قتادہ بن عامہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی المتوفی 118ھ، حضرت سعید بن مسیب تابعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے فرماتے ہیں:

ما رایت اعلم من سعید بن مسیب

ترجمہ: میں نے سعید بن مسیب سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا[1]۔

یاد رہے کہ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی احادیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہیں جیسا کہ بخاری حدیث: 13 اور 15، اسکے علاوہ اس نے حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ سے احادیث روایت کی ہیں[2]۔

اگر آپ وہ اصول یہاں فٹ کریں تو آپ کو کتب ستہ (صحاح ستہ) سے تقریباً 1800 احادیث جو قتادہ سے ہیں جو کہ تابعی ہیں۔ 300 سے زیادہ روایات بخاری میں ہیں، 400 سے زیادہ روایات مسلم میں ہیں۔ تقریباً ایک اندازے کے مطابق بخاری و مسلم میں ان کی 777 روایات ہیں، جن کو اس اصول کے تحت ضعیف یا موضوع و من گھڑت کہنا پڑے گا کیونکہ یہ صحابی سے روایت کرتے ہیں، اور اگر اس اصول سے وہ تابعی نہیں رہتے تو صحابی سے کیسے وہ روایت کر سکتے ہیں، تو یہ تمام روایات ذخیرہ احادیث سے خارج ہو جائیں گی۔ تو پہلی ہی دلیل سے آپ کے اصول کی دھجیاں اڑ گئیں۔ اگر اس اصول پر قائم ہو تو نکالو بخاری و مسلم سے 777 احادیث۔

ایوب سختیانی تابعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 131ھ، حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر تابعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے فرماتے ہیں:

عن ایوب۔ وذکر القاسم۔ فقال: ما رایت رجلا افضل منہ۔

میں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے کوئی فضیلت والا آدمی نہیں دیکھا[3]۔

---

[1] تذکرۃ الحفاظ 1 / 44 مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] تذکرۃ الحفاظ 1 / 92 مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[3] سیر اعلام النبلاء 5 / 34 مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت

یاد رہے کہ ایوب سختیانی تابعی ہیں انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے[1]۔

اس اصول سے ایوب سختیانی جو کہ بخاری ومسلم کے راوی ہیں وہ بھی تابعی نہیں رہے۔

امام زہری رحمہ اللہ المتوفی 124ھ، حضرت امام زین العابدین علی بن حسین تابعی رضی اللہ عنہ کے بارے فرماتے ہیں: ما رایت احدا کان افقه منه۔ یعنی میں نے ان سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا[2]۔

یاد رہے کہ امام زھری نے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے احادیث روایت کی ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے[3]۔

یاد رہے عبداللہ بن عمر اور جابر رضی اللہ عنہما سے کوئی تابعی بڑا فقیہ نہیں۔

ابن شہاب زھری کے تابعی ہونے میں کس اہل علم کو شک ہے؟ اتنے بڑے محدث جن کی روایات کتب ستہ میں سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ وہ محدث جو عبداللہ بن عمر اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایات لے رہا ہے وہ کیسے ایک تابعی کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ میں نے علی بن حسین سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ اگر ان کے اصول کو مانا جائے تو زہری بھی تابعی نہیں رہتے۔ پھر نکال لیں سینکڑوں احادیث بخاری ومسلم سے اور کتب احادیث سے کیونکہ یہ صحابہ سے بھی احادیث لاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اسطرح کے جملے تابعین اپنے زمانے کے معتبر تابعین کے بارے میں بولا کرتے تھے اور اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں نکالا جاتا تھا کہ وہ اب تابعی نہیں رہے۔ اگر آپ یہ مطلب قبول نہیں کریں گے تو پھر آپ ان تمام رویات کا انکار کریں جو بخاری ومسلم میں ان سے مروی ہیں صحابہ کے توسط سے۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء 5/ 313 مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] سیر اعلام النبلاء 4/ 539 مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[3] سیر اعلام النبلاء 5/ 207 دار الکتب العلمیہ بیروت

اس سے زیادہ بھی حوالے موجود ہیں لیکن اسی پر اکتفاء کرتے ہوئے بات کو سمجھانا مقصود ہے کہ ان کا اصول غلط اور تعصب پر مبنی ہے، اس طرح کے بیانات تابعین اپنے زمانے کے تابعین کے لیے دیتے رہے ہیں۔ ان اماموں کے اقوال جو تابعین کے بارے میں ہیں، اس سے مراد صرف اتنا ہے کہ ہمارے نزدیک تابعین میں سے افضل یہ شخص ہے۔ بس اس کا مقصد ہی یہ ہے۔ لیکن انہوں نے کچھ اور مقصد نکالا ہوا ہے اس سے تو کوئی تابعی، تابعی نہیں رہتے اور ان کے اصول سے آپ کو سینکڑوں احادیث نکالنی پڑیں گی، موضوع و مردود کا کلہاڑا چلا کر۔

آخر میں ان مخالفین کے لیے ایک پھکی اور چیلنج ہے اس حدیث کا مطلب سمجھادیں اگر اسی اصول پر اب بھی قائم ہیں؟ ترمذی شریف میں صحیح حدیث ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

جوتا بنانے، جوتا پہننے، سواری پر سوار ہونے اور سواری پر بیٹھنے کے حوالے سے (یعنی عادت واطوار اور خصائل کے اعتبار سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی فضیلت والا نہیں[1]۔

بظاہر اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ فرما رہے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

مخالفین سے یہ سوال ہے کہ کیا اس صحیح حدیث سے آپ یہ ثابت کریں گے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے زیادہ فضیلت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ہے؟ اب تو آپ کے سامنے صحیح حدیث ہے اب نکالو اپنا اصول اور ان تمام صحابہ کرام سے زیادہ فضیلت دو جعفر بن ابی طالب کو اور ہو جاؤ صحابہ اور اجماع امت کے منکر۔

---

[1] ترمذی: 3764

غذاؤں کی تاثیر

1-اچار گرم خشک مزاج رکھتا ہے۔2-اخروٹ گرم تر مزاج رکھتا ہے۔3-انجیر گرم تر مزاج رکھتا ہے۔4-آلو سرد خشک مزاج رکھتا ہے۔5-انگور گرم تر مزاج رکھتا ہے۔ 6-املی سرد مزاج رکھتی ہے۔7-اسپغول سرد مزاج رکھتا ہے۔8-امرود معتدل مزاج رکھتا ہے۔9-آڑو سرد مزاج رکھتا ہے۔10-بینگن گرم مزاج رکھتا ہے۔11-بادام گرم مزاج رکھتا ہے۔12-کھٹا انار سرد مزاج رکھتا ہے۔13-آلو چہ سرد مزاج رکھتا ہے۔14-پان کی تاثیر گرم خشک ہے۔15-آملہ کی تاثیر سرد خشک ہے۔16-چونہ کی تاثیر گرم ہے۔17-پستے کی تاثیر گرم ہے۔18-برف کی تاثیر سرد خشک ہے۔19-مگاجر معتدل مزاج ہے۔20-پودینہ کی تاثیر گرم خشک ہے۔21-بھنگ سرد مزاج ہے۔ 22-تل گرم مزاج ہے۔23-تمباکو گرم مزاج ہے۔24-چائے گرم مزاج ہے۔ 25-چنا گرم مزاج ہے۔26-خربوزہ گرم مزاج ہے۔27-چقندر گرم مزاج ہے۔ 28-بیر خشک مزاج ہے۔29-جامن سرد مزاج ہے۔30-جو اور پالک کی تاثیر سرد ہے۔31-مونگ پھلی گرم مزاج کی ہے۔

بھنڈی توری

سرد مزاج اور خشک ہوتی ہے۔پیشاب کی جلن کو دور کرتی ہے۔کبھی کبھی قبض بھی کر دیتی ہے۔دیر ہضم ہے۔خشکی دور کرتی ہے۔

بینگن

خشک مزاج سبزی ہے۔ بواسیر کے مریضوں کے لئے لاجواب ہے۔ دل کو مضبوط کرتی ہے۔ ہاضمہ مضبوط کرتی ہے اور جگر کو طاقت دیتی ہے۔

ککڑی

پکا کر کھائیں یا دونوں حالتوں میں کھائیں مفید ہے۔ نمک کے ساتھ کھائیں تو جلد ہضم ہوتی ہے۔ امراض قلب میں بہترین ہے۔ پیاس کی شدت کو دور کرتی ہے۔

پینٹھا

سرد تر اور نہایت طاقتور ہے۔ رسائن ہے۔ خون اور گوشت کو بڑھاتا ہے۔ اعصاب اور گرمی کے جملہ امراض کے لئے مفید ہے۔ قبض کو دور کرتا ہے اور حاملہ عورتوں کے لئے بہت مفید ہے۔

حلوہ کدو

سرد تر مزاج رکھتا ہے اور جلد ہضم ہے۔ دل دماغ اور جگر کو طاقت دیتا ہے۔

پیشاب کی جلن کو دور کرتا ہے۔ گرمی کا بخار دور کرنے کے لئے کدو کا ٹکڑا پاؤں اور ہاتھوں پر ملیں۔

ٹنڈا

سرد تر مزاج رکھتا ہے۔ دل دماغ اور جگر کو طاقت دیتا ہے۔ گوشت کے ساتھ پکائیں تو دیر سے ہضم ہوتا ہے۔ نزلہ زکام اور بلغم میں نقصان دہ ہے۔

ٹماٹر

خون پیدا کرتا ہے اور قبض کشا ہے۔ گردوں کی تکلیف میں ٹماٹر سے پرہیز کریں۔

چھلکا ہضم نہیں ہوتا اس لئے چھلکا اتار کر ہی کھائیں۔ موٹاپے اور شوگر کے مرض میں مفید ہے۔

ساگ

چولائی کا ساگ زود ہضم اور دافع زہر ہے۔ ساگ کوٹ کر پلانے سے سوزاک والے مریض کی پیپ ختم ہو جاتی ہے۔ قبض کشا ہے اور معدے کو طاقت دیتا ہے۔ پتھری اور ریت خارج کرتا ہے۔ نکسیر نزلہ اور پتھری کا شافع علاج ہے۔ قلفہ کا ساگ درد گردہ کو ختم کرتا ہے۔

کریلا

گرم اور خشک مزاج کی سبزی ہے۔ خون کی خرابی کو دور کر کے خون صاف کرتی ہے۔ تلی جگر اور بخار کے لئے بہت مفید ہے۔ اور شوگر کے مریضوں کے لئے بھی بہت اکسیر ہے بھوک لگاتا ہے اور معدے کو طاقت دیتا ہے۔

گھیا توری

سرد مزاج کی حامل سبزی ہے۔ خون کی گرمی اور جوش کو کم کرتی ہے۔ توری کا سالن جریاں خون میں بہت فائدہ دیتا ہے۔ مرچ ڈال کا توری کا سالن کھانے سے بخار ختم ہو جاتا ہے۔ قبض کشا ہے بھوک لگاتا ہے گرمیوں میں جلن اور پیاس دور کرتا ہے کھانسی اور گرمی کو دور کرنے میں مفید ہے۔

گھیا کدو

سرتر سبزی ہے۔ بدہضمی بخار اور دیگر خون اور گرمی کی بیماریوں کو دور کرتی ہے۔ گھیا کاٹ کر پیروں کے تلوؤں پر مالش کریں تو گرمی ختم ہو جاتی ہے۔ حافظہ تیز کرتی ہے اور معدے کی تیزابیت کو دور کرتی ہے۔

سوہانجنہ

مزاج خشک ہے۔ پھلیاں اور پھول کڑوے ہوتے ہیں۔ بادی امراض اور بلغم کے لئے اکسیر ہے۔ فالج، جوڑوں کے درد ریح کے امراض اور کمر کے لئے بے حد مفید ہے۔ گردہ مثانہ کی پتھری اور ریت ختم کرتا ہے معدے کو صاف اور بھوک بڑھاتا ہے۔

آلو

سرد خشک مزاج کا حامل ہے۔ زیادہ استعمال سے اپھارا ہو جاتا ہے۔ چھلکے سمیت ابال کر چھلکا اتارا جائے اور کھایا جائے تو طاقت ور ہے۔ آلو تنور میں بھون کر نمک لگا کر کھانے سے گنٹھیا کا مرض ختم ہو جاتا ہے۔

مٹر

سرد خشک اور زود ہضم ہے۔ حیاتین اور پروٹین سے بھرپور سبزی ہے۔ جسم کی معدنی طاقت کو پورا کرنے میں مدد دیتی ہے۔ دیر ہضم ہے اس لئے امراض شکم کے مریض اس سے پرہیز کریں۔

اجوائن

گرم خشک مزاج کی حامل ہے۔ جراثیم کش ہے اور تشنج ختم کرتی ہے۔ کسی بھی مقام پر درد ہو اس کا تیل استعمال کرنے سے درد ختم ہو جاتا ہے۔ اجوائن کو میٹھے تیل میں ڈال کر کان میں ڈالنے سے کان کا درد ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اعضاء کا درد ہچکی نفخ، شکم میں بے حد مفید ہے۔ گندے زخموں اور ناک کے کیڑوں کو ختم کر دیتی ہے۔

پیاز

پیشاب آور اور حیض آور ہے۔ پیاز کا اچار قے دست ہیضہ اور امراض معدہ کو دور

کرتا ہے۔ پیاز کی گانٹھ ہاتھ میں ہو تو لو نہیں لگتی۔ بچھو بھڑ کاٹ لے تو پیاز کا رس درد ختم کر دیتا ہے۔ پیاز کاٹ کر نمک لگا کر ہچکی کے مریض کو کھلائیں تو ہچکی بند ہو جائے گی۔ وبائی امراض سے بچنا ہو تو پیاز کو جیب میں رکھیں۔

لہسن

معدے کی رطوبت ختم کرتا ہے۔ بچھو یا سانپ کاٹ لیں تو لہسن کھانے سے درد ختم ہو جاتا ہے۔ روزانہ صبح لہسن کے ایک دو جوئے کھانے سے زکام نہیں ہوتا۔

کچنار

بواسیر کا خاتمہ کرتی ہے۔ مسلسل استعمال سے کسھ مالا پھوڑے پھنسیوں اور برص سے نجات مل جاتی ہے۔ سرد خشک تاثیر کی حامل ہے اور معدے کو طاقت دیتی ہے۔

چقندر

گرم تر تاثیر کی حامل ہے۔ عورتوں کے دودھ میں اضافہ کرتی ہے۔ جوڑوں کے درد میں مفید ہے۔ جگر کو طاقت دیتی ہے۔

لسوڑا

سرد تر خاصیت کا حامل ہے۔ پیشاب کی جلن اور پیشاب کا بار بار آنا ختم کرتا ہے۔ پیاس کی شدت اور گرمی کے بخار کو رفع کرتا ہے۔ قبض کشا ہے اور گلے اور سینے کو طراوت دیتا ہے۔

سردا

سرد مزاج کا حامل ہے۔ کمزور مریضوں کے لئے پکا ہوا پھل مفید ہے کچا نقصان دہ ہے۔ خون کو صاف کرتا ہے اور صالح خون بناتا ہے۔ قوت باہ پیدا کرتا ہے۔

انار

میٹھا انار سرد تر اور کھٹا انار سرد خشک تاثیر کا حامل ہے گرمی دور کرتا ہے۔ کمزوری معدہ جگر دست اور قے میں بے حد مفید ہے۔ پیشاب آور ہے اور بھوک پیدا کرتا ہے۔ قابض ہے۔ خون صاف کرتا ہے، دیر ہاضم ہے یرقان کے مریضوں کے لئے مفید ہے اور ذیابیطس ختم کرتا ہے، ضعف معدہ ختم کرتا ہے۔

انگور

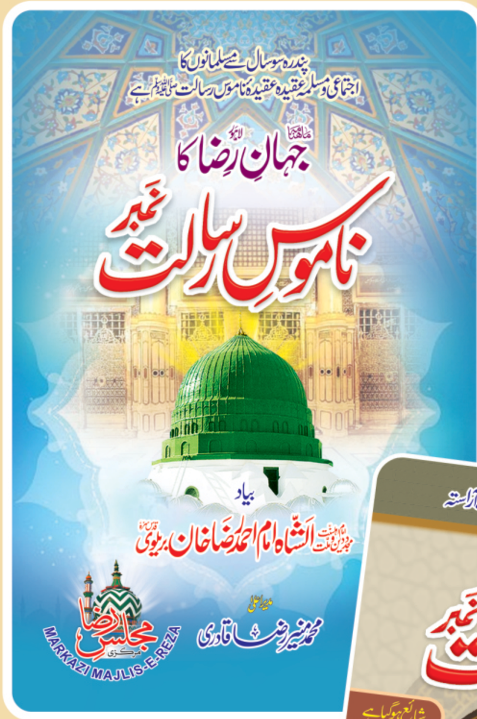
گرم تر مزاج کا حامل ہے۔ قبض کشا ہے اور طاقت کا حامل ہے۔ دل و دماغ اور پھیپھڑوں کو طاقت دیتا ہے۔ خشک انگور وزن بڑھاتا ہے۔ اگر بچوں کو بے ہوشی کے دورے پڑتے ہوں تو انگور کا رس دن میں چار بار پلائیں شفا ہو گی۔

امرود

مقوی مفرح اور دیر ہاضم ہے۔ دل و دماغ کو طاقت پہنچاتا ہے اور خوراک ہضم کرتا ہے۔ دل کی دھڑکن تیز ہو تو اس کو کھانے سے اعتدال میں آجاتی ہے۔ خونی بواسیر کے مریضوں کے لئے آب حیات ہے۔ تبخیر معدہ ختم کرتا ہے اور پیٹ کے کیڑے مارتا ہے۔

اناناس

سرد تر مزاج کا حامل ہے طراوت بخش اور گھبراہٹ ختم کرتا ہے۔ دل و دماغ کو طاقت دیتا ہے اور پیاس کی شدت کو کم کرتا ہے۔ ضعف قلب اور ضعف باہ کی شکایت کو دور کرتا ہے۔ بلڈ پریشر میں مفید ہے اور بخار کو تسکین دیتا ہے۔



پندرہ سو سال سے مسلمانوں کا
اجتماعی و مسلمہ عقیدہ عقیدۂ ناموس رسالت ﷺ ہے
جہانِ رضا کا
ناموسِ رسالت نمبر
بیاد
الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی
مدیر اعلیٰ
محمد منیر رضا قادری
مجلس رضا
مرکزی
MARKAZI MAJLIS-E-REZA



456 صفحات پر مشتمل نئے مضامین سے آراستہ
جہانِ رضا کا
امامِ اہلسنت نمبر
شائع ہوگیا ہے
بیاد
الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی
مدیر اعلیٰ
محمد منیر رضا قادری
مجلس رضا
مرکزی
MARKAZI MAJLIS-E-REZA